غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد درمیان انبیاء

جن کی منبر بنی گردنِ اولیاء

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزمِ عشاق
جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
نیو پٹھان والا، جھنگ روڈ، فیصل آباد موبائل نمبر: 0300 666 17 55

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم
اما بعد
فاعوذبالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم
محبت سے درود وسلام
الصلوة والسلام علیك یارسول الله
وعلیٰ الك واصحابك یا حبیب الله

محترم قارئین کرام! امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ میں یوں سلام عرض کرتے ہیں۔

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوہ شان قدرت پہ لاکھوں سلام
قطب و ابدال و ارشاد رشد الرشاد
محیی دین و ملت پہ لاکھوں سلام
مرد خیل طریقت پہ بیحد درود
فرد اہل حقیقت پہ لاکھوں سلام
جس کی منبر بنی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

الفاظ کے معنی

غوث مدد کرنے والے۔ امام التقی متقیوں کے پیشوا' طہارت والے۔ جلوہ مظہر۔ شان قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت۔ قطب و ابدال اہل طریقت کے درجات۔ محی زندہ کرنے والے۔ خیل طریقت طریقت کے سربراہ۔ فرد یکتا۔ اہل حقیقت اہل یقین۔ پچھلے شعر میں تمام اہل طریقت پر سلام تھا' یہاں اہل طریقت کے سربراہ حضور سیدنا غوث الاعظم کے بارے میں کسی نے خوب کہا۔

غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد درمیان انبیاء

آپ کی بارگاہ سے ہر سلسلہ طریقت فیض پاتا ہے خواہ وہ چشتی ہو نقشبندی' سہروردی یا قادری۔

امام التقی والنقی

آپ کی مبارک زندگی سراپا تقوی کی زندگی تھی۔ بچپن تا وصال شریعت کی پیروی آپ کا شعار تھا۔ شرعاً نابالغ بچہ احکام کا مکلف نہیں ہوتا لیکن حضرت شیخ چونکہ مادرزاد ولی تھے اس لئے شیر خواری کے زمانہ میں ماہ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ میرا بیٹا عبدالقادر

رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا تھا۔ایک دفعہ رمضان المبارک کا چاند دکھائی نہ دیا۔کچھ لوگوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ آج میرے لخت جگر نے دودھ نہیں پیا۔بعد میں واضح ہو گیا کہ اس دن رمضان تھا چنانچہ جیلان کے علاقے میں مشہور ہو گیا کہ سادات کے گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان کے دنوں میں دودھ نہیں پیتا (قلائد الجواہر)۔

کمال استقامت

تقوی کرامات کا نام نہیں بلکہ شریعت پر استقامت کا نام ہے۔اس حوالے سے جب ہم حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی مقدس زندگی کے اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ استقامت کا عظیم پہاڑ دکھائی دیتے ہیں۔حضرت ابونصر موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ دوران سیاحت ایک ایسے مقام پر تشریف لے گئے جہاں پانی ناپید تھا۔کئی دن پانی پیے بغیر گذر گئے۔پیاس کی شدت حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بادل نمودار ہوا۔بارش ہوئی اور اس کے چند قطروں سے سکون ملا۔اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا جس نے تمام افق کا احاطہ کر لیا اور عجیب صورت نمودار ہوئی اس نے کہا۔اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں میں نے تمہارے لئے وہ سب اشیاء حلال کر دی ہیں جو دوسروں کے لئے حرام کی ہیں۔جو چاہو لے لو اور جو چاہو کرو۔آپ نے اعوذ باللہ من الشطین الرجیم پڑھا اور فرمایا۔ملعون دور ہو جا تو شیطان ہے'اچانک وہ روشنی تاریکی میں بدل گئی اور کہا۔اے عبدالقادر تو نے احکام کے علم اور اپنی منازل کے احوال سے باخبر ہونے کے سبب نجات پائی ہے۔ورنہ میں اس حربے سے ستر اہل طریق کو گمراہ کر چکا ہوں۔آپ نے فرمایا۔ملعون تو نے پہلے سے بھی بڑھ کر حملہ کیا ہے۔میں اپنے علم کی وجہ سے تجھ سے محفوظ نہیں ہوا بلکہ یہ سراسر میرے اللہ کا کرم واحسان ہے۔

درجہ قطبیت پر فائز ہونا

آپ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو مسلمانوں پر زوال سایہ فگن ہو چکا تھا۔اقدار بدل چکی تھیں۔ہمارے دور کی طرح روحانیت دوکانداری کا روپ دھار چکی تھی۔آپ نے علم دین پڑھا اور اس ذوق و شوق اور حسن نیت واخلاص سے پڑھا کہ پڑھتے پڑھتے درجہ قطبیت پر فائز ہو گئے۔

درست العلم حتی صرت قطبا
ونلت السعد من مولی الموالی
''میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہو گیا اور میں اپنے مولیٰ کے کرم سے سعاد کو پالیا''۔

آپ کے علمی مقام کے بارے میں شیخ عبدالوہاب الشعرانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کو تیرہ علوم وفنون پر کامل دسترس حاصل تھی (الطبقات الکبری)۔

دوستو!ولی وہ ہستی اکمل وافضل ہے۔جس کا دل عشق محبوب کریم ﷺ اور محبت الٰہیہ کے نشے میں سرشار ہو کر مظہر صفات وکمالات خداوندی بن جائے۔

☆ جو زہد واتقاء'صبر ورضا اور خلوص وولا کا پیکر ہو۔

☆ جس کا وجود گرامی پرتو نور خدا اور عکس کردار محبوب کریم ﷺ ہو۔
☆ جو مجسم ہدایت اور ان اکرمکم عند الله اتقاکم کا مظہر اتم ہو۔

اور بار شاد حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ولی وہ ہے جس کی زیارت سے خدا یاد آئے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ بندہ کثرت نوافل و عبادات مقرب الٰہی بن جاتا ہے اور محبوبیت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہو جاتا ہے جہاں تک رسائی فرشتوں کے مقدر میں بھی نہیں یعنی وہ بندہ مقرب اور جو مراتب سے سرفراز ہو کر مظہر صفات و کمالات الٰہیہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے سمع و بصر، ید و رجل، قدرت و تصرف اور زبان و بیان میں بھی صفات خداوندی اور اس کے اطوار و کردار میں سیرت محمدی ﷺ کا ظہور ہوتا ہے۔ اللہ کریم نے بھی قرآن کریم میں اپنے ان پیارے بندوں کی تعریف و توصیف کچھ ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

☆ **التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود الله و بشر المومنین** ''توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد (شکر) کرنے والے، بے تعلق رہنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے منع کرنے والے اور اللہ کی مقرر کردہ حدوں کی حفاظت کرنے والے اور بشارت دینے والے ایمان والوں کو'' (سورۃ توبہ)۔

☆ **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنو وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالك ھو الفوز العظیم** ''خبردار، اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہو سکتیں، یہی بڑی کامیابی ہے'' (سورۃ یونس)۔

☆ **و عبادالرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما** ''اور رحمٰن کے بندے ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں'' (سورۃ فرقان)۔

المختصر یہ کہ ولی مجاہدہ نفس، تزکیہ باطن اور تصفیہ قلب کے باعث اطوار محمدی ﷺ اور انوار الٰہی کا مظہر ہوتا ہے۔ ولایت تین صورتوں میں منقسم ہے۔ فطری، وہبی اور کسبی۔ ولایت فطری وہ ہے کہ جو بندے کو شکم مادر میں عطا فرمائی گئی ہو یعنی مادر زاد ولی جیسے حضرت غوث الاعظم حضرت سلطان العارفین سلطان باہو، حضرت مجدد الف ثانی، قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ولایت وہبی وہ ہے جو کسی مقرب الٰہی کی نگاہ کرم سے حاصل ہو۔ جیسے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ شفقت سے چوروں کا قطب بن جانا وغیرہ یا دیگر اولیاء و مقربین کی نظر فیض اثر سے بدبختوں کا خوش بخت ہو جانا اور بدکیش اور بد اندیش لوگوں کا راہ ہدایت پا کر درجہ ولایت تک پہنچ جانا کیونکہ:۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے اور تاریخ عالم بھی اس پر شاہد ہے کہ خالق کائنات کے بندگان خاص کے فیضان نظر سے کس قدر صراط مستقیم سے بھٹکے ہوؤں نے راہ ہدایت پائی اور قرب الٰہی پر فائز المرام ہوئے بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسکے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ولایت کسبی وہ ہے جو اپنی عبادات وریاضت سے حاصل کی جائے اور انسان اپنی شبانہ روز کاوشوں سے کنت له سمعا و بصرا وبدا ولسانا بی یا خذ ولی یبطشولی یمشی کے درجہ عالیہ تک پہنچتا ہے مگران تینوں اقسام میں سے ولایت فطری افضل واعلیٰ ہے

خدا کی دین ہے جسے چاہے دے
میراث نہیں ہے بلند نامی

آیئے ہم ایسے مقرب ولی کی داستان حیات کا مطالعہ کریں جو مادرزاد ولی تھے۔جن کے دادا جان حضرت سید عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم بھی ولی، جن کے نانا جان حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ولی، والد محترم حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ بھی ولی، جن کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ ام الخیر امۃ الجبار رحمۃ اللہ علیہا اور پھوپھی محترمہ سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا بھی متقیہ صالحہ اور ولیہ تھیں، حتیٰ کہ آپ کا تمام خاندان ہی ولایت کے مقام بلند پر فائز تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهم و رضوانه بھلا جس خوش بخت بیٹے نے پاکباز اور صالح گھرانے کے زیر سایہ تربیت حاصل کی ہو کیوں نہ غوث الثقلین ہو۔

والدین کا تقدس

کتابوں میں ہے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ عین عالم شباب میں ریاضت ومجاہدات کے سلسلے میں ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے جا رہے تھے اور کئی روز سے فاقہ سے تھے، چلتے چلتے دریا کے کنارے ایک سیب پڑا دیکھا، بھوک کی شدت سے بے چین ہو کر آپ نے وہ سیب کھا لیا تو کھا لینے کے بعد مالک کی اجازت کے بغیر ہی سیب کھا لینے کا خیال آیا تو اسی پریشانی کے عالم میں مالک کی تلاش شروع کر دی، چند فرلانگ چلے تھے کہ دریا کے کنارے سیبوں کا ایک باغ نظر آیا۔اس کے درختوں کی سیبوں سے بھری ہوئی شاخیں دریا کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔آپ سمجھ گئے کہ وہ سیب اسی باغ کا تھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ باغ حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے لہذا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بلا اجازت سیب کھا لینے پر نہایت ادب سے معافی کے طلبگار ہوئے۔حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ خاصان حق میں سے تھے۔سمجھ گئے کہ یہ کوئی انتہائی نیک اور صالح نوجوان ہے، چنانچہ آپ نے معافی کے لئے کچھ عرصے تک باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کی کہ نوجوان کچھ مدت تک یہ ملازمت انجام دو پھر معافی پر غور کیا جائے گا۔آپ نے رضائے الٰہی کی

خاطر نہایت دیانتداری اور محنت سے یہ خدمت انجام دی اور پھر حاضر خدمت ہو کر معافی کے طالب ہوئے تو سید عبداللہ سومعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بیٹے ابھی ایک اور شرط باقی ہے وہ یہ کہ میری ایک لڑکی آنکھوں سے اندھی' کانوں سے بہری' ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے۔ اسے اپنے نکاح میں قبول کر لو تو معافی ہو جائے گی۔ حضرت ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ نے اس شرط کو بھی بخوشی قبول فرما لیا۔ رسم نکاح کے بعد جب اپنی مذکورہ بیوی کے سامنے گئے تو دیکھا کہ یہ تو ان تمام ظاہری عیوب سے بالکل مبرا ہے۔ جن کا ذکر شرط میں موجود تھا بلکہ یہ تو حسن کی مجسم تصویر ہے۔ خیال آیا کہ شاید یہ کوئی اور لڑکی ہے۔ اسی کشمکش میں حجرے سے باہر نکل آئے' حضرت سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ اپنے باطنی فراست سے نوجوان کی قلبی پریشانی سے مطلع ہو گئے اور فرمایا۔ بیٹا! یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات بیان کی تھیں وہ بالکل درست ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے آج تک کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا اس لئے یہ اندھی ہے' اس نے کبھی خلاف حق بات نہیں سنی اس لئے بہری ہے' اس نے اپنے ہاتھوں سے کبھی شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا اس لئے لنجی ہے اور اس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا اس لئے پاؤں سے لنگڑی ہے۔

یہ سن کر حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا' حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ انہیں دو پاکباز اور نیک چلن ہستیوں کی اولاد ہیں۔ کتب سیرت میں آپ کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر سیدہ فاطمہ کی عمر مبارک ساٹھ سال بیان کی جاتی ہے۔ اس فرزند ارجمند کا نام نامی اسم گرامی ہے عالی جناب معلیٰ القاب قطب الاقطاب غوث الاغیاث' شہنشاہ بغداد سید الاسیاد' محرم اسرار نہانی' کاشف رموز حقانی' خسرو قلیم معارف و معانی' غوث صمدانی' عارف ربانی' شہنشاہ الامکانی' پیر لاثانی' سراج شرح ولایت' قندیل بزم ہدایت' محی دین و ملت اعلیٰ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ الی یوم القیامتہ۔

مادرزادولی

بہجتہ الاسرار میں ہے کہ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ حسنی وحسینی مادر زاد ولی کامل تھے۔ حضرت عبداللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ آپ کا فرمان ہے۔ ''مجھے اپنے ولی ہونے کا علم اسی وقت ہو گیا تھا جب میں دس سالہ بچہ تھا' اس کم عمری میں کتب کی طرف جاتے ہوئے فرشتوں کو اپنے آگے پیچھے دیکھتا تھا' جو میری حفاظت کرتے اور میرے ساتھ چلتے تھے اور کتب میں پہنچنے پر دوسرے لڑکوں کو کہتے کہ راستہ چھوڑ دو اور اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دے دو''۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت سید موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ آپ کی پیدائش سے کچھ مدت بعد ہی اس عالم فانی سے رخصت ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے نانا جان حضرت سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں ہوش سنبھالا۔ مشیت ایزدی سے جب نانا جان بھی عالم بقا کو سدھار گئے تو آپ اپنی والدہ ماجدہ کے زیر کفالت رہے۔ جنہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت بلکہ یوں کہئے کہ آپ نے عرفان اور صوف کے گہوارے میں پرورش پائی۔

آپ کی ولادت باسعادت

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تالیف زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار میں تحریر

فرماتے ہیں کہ آپ کی ولادت باسعادت مدائن کے نواحی علاقہ جیل کے ایک قصبہ جیلال میں ہوئی۔ یکم رمضان ۴۷۰ ہجری کی چاندرات تھی تو رمضان المبارک کے احترام میں اپنی والدہ ماجدہ کی چھاتی سے دن میں دودھ پینا ترک فرما دیا تھا۔

غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ ماہ رمضان میں

اتفاقاً اسی روز ماہ رمضان کا چاند ہونے میں لوگوں کو شبہ پڑ گیا۔ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہین کہ لوگ میرے پاس پوچھنے آئے تو میں نے جواب دیا کہ آج میرے عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ نے دودھ نہیں پیا' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج رمضان شریف شروع ہو چکا ہے۔ آپ کے اس احترام رمضان کا چرچا شہر میں عام ہو گیا۔

غوث اعظم محمد کا محبوب ہے
غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے
غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے

صاحب بہجتہ الاسرار علامہ ملا نور الدین ابی الحسن علی ابن یوسف الشافعی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''مشائخ عظام میں سے ایک بزرگ ابو یعقوب یوسف بن ایوب رحمہا اللہ علیہ نے ہمیں بتایا ہے کہ انہوں نے شیخ احمد عبداللہ بن علی بن موسیٰ نجفی سے سنا' وہ کہا کرتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ عراق میں عنقریب ایک ایسا عظیم انسان پیدا ہونے والا ہے جو کرامات کا مظہر ہو گا اور اسے ساری مخلوق میں مقبولیت حاصل ہو گی اور وہ اعلان کرے گا۔ قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله تو دنیا کے تمام اولیاء اللہ اس کے سامنے گردنیں جھکا دیں گے۔ ہر ایک بزرگ آپ کی تائید و تصدیق سے درجہ ولایت کو پہنچے گا اور آپ ہی ہر ایک کی سفارش و شفاعت کریں گے''۔ سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی' مہران کے قدم میں لگائی گئی چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو' میرے غوث اعظم کا مدح خوان ہے۔

قطب وقت

حضرت شیخ عقیل منجی رحمتہ اللہ علیہ جوان چار بزرگان دین میں سے ہیں جن کا شمار بقول شیخ علی قرشی عراق کے ان مشائخ کبار میں ہوتا ہے جن کا تصرف قبروں میں بھی جاری و ساری ہے۔ یہ تصرف زندگی کی تمام قوتوں کی طرح ہوتا ہے وہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی' شیخ معروف کرخی' شیخ عقیل منجی اور شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمتہ اللہ علیہم ہیں۔ شیخ علی قرشی سے لوگوں نے دریافت کیا۔ حضرت! اب قطب وقت کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ ''وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں ہیں مگر عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں' ہاں اولیاء اللہ انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں' یہ قطب وقت عنقریب بغداد سے ظاہر ہوں گے تو جب وہ لوگوں سے باتیں کریں گے تو لوگ ان کی کرامت سے انہیں پہچان لیں گے کہ یہ قطب وقت ہیں وہ کہیں گے کہ قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله اولیاء اللہ آپ کے قدموں میں اپنی گردنیں جھکا دیں گے اگر

میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کے قدموں میں رہوں گا۔ یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے مخلوق خدا کو بے پناہ نفع حاصل ہوگا اور جتنی اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامات عطا کی ہیں اتنی کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں"۔

آپ کی پھوپھی محترمہ کی کرامت

آپ ایک صاحب کرامت اور خدادوست گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی پھوپھی محترمہ سیدہ عائشہ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک دفعہ علاقہ میں بارش نہ ہونے کے باعث قحط کے آثار نمودار ہو گئے۔ باران رحمت کے لئے لوگوں کے ساتھ علماء و مشائخ نے بھی دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی آخر لوگ سیدہ عائشہ رحمتہ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش کے واسطے دعا کرنے کے لئے عرض گزار ہوئے۔ لوگوں کی یہ پریشانی دیکھ کر انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دے کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ یارب انی کنست الارض فرش انت کہ الٰہی جھاڑو تو میں نے دے دیا ہے اب اس پر چھڑکاؤ تو کر دے۔ یہ کہنا تھا کہ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے آپ کے خاندان ذی شان کی (قلائد الجواہر روایت ابوصالح مطبعی)۔

عجیب کھیل

آپ کو بچپن سے فطرتاً کھیل کود سے نفرت تھی اور دیگر بچوں کے ساتھ فضول کھیلوں میں شامل نہ ہوتے' ایک روز باہر گلی میں نکلے تو چھوٹے چھوٹے بچوں نے روک کر آپ کو اپنے ساتھ کھیلنے کے لئے مجبور کیا۔ جس کو آپ نے قبول کر کے فرمایا کہ اچھا میں کہوں گا لا الہ تو تم سب یک زبان ہو کر کہنا الا اللہ چنانچہ آپ نے اس نرالے کھیل سے گلی کوچوں میں کلمہ طیبہ کا ذکر شروع ہو گیا۔ جس سے محلے کے درو دیوار گونج اٹھے اور بستی والے لوگ بھی ان معصوم بچوں کے اس کھیل کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

حق گوئی اور راستبازی

شیخ الاولیاء سید الاصفیاء حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے اپنے شہر کے مکتب ہی میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت ابوعبداللہ محمد بن قائد آدابی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ سے استفسار کیا کہ یا حضرت! آپ نے اپنے امر کی بنیاد کس چیز پر رکھی تو آپ نے فرمایا "سچ پر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ اس وقت بھی جب میں مکتب میں طالب علم تھا"۔

محترم قارئین کرام! ولی صداقت کا پیکر' نجابت کا مجسمہ' ہدایت کا منبع' فراست کا مخزن' ولایت کا معدن اور قدوسیت کا مظہر ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کی صداقت پسندی اور راست بازی بھی کئی نابکار اور بدکردار لوگوں کی ہدایت یابی کا باعث بنتی ہے یعنی ان کی حق گوئی و بے باکی بداندیشوں اور بدکیشوں کو دعوت فکر و عمل دے کر انہیں خوش بخت بنا دیتی ہے کیونکہ ؎

صداقت جزو ایمان ہے صداقت شان مسلم ہے
صداقت پر رہو یہ سرور عالم ﷺ کا فرمان ہے
صداقت پر ہے جو وہ مورد الطاف و عزت ہے

زمانے میں کفیل عظمت انسان صداقت ہے

لیجئے لگے ہاتھوں آپ کی کتاب حیات سے ایک صداقت آموز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے آپ کی حق گوئی و بے باکی روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ درحقیقت یہ حسین وجمیل واقعہ آپ کی راست گفتاری اور صداقت پسندی کی بین دلیل ہے اور آپ کی کرامت مطہرہ بھی۔ سفر ۴۸۸ ہجری کا واقعہ ہے حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''عرفہ کا دن تھا میں اپنی زندگی کے سفر کی اٹھارہ منزلیں بخیر وخوبی طے کر چکا تھا کہ کاروبار حیات کے سلسلے میں ایک روز میں بیل لے کر اپنے قصبہ جیلان کے کھیتوں کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں بیل کھڑا ہو گیا اور پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھا اور زبان حال سے کہنے لگا۔ ما لهذا خلقت ولا بهذا امرت یعنی ''اے عبدالقادر آپ کو اس لیئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کا حکم دیا گیا'' یہ سن کر میں گھبرا کر واپس گھر آ گیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو عرفات کے میدان میں کھڑے دیکھا جس سے میرے دل میں علوم قدسیہ کے حصول کا شوق گدگدایا اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مجھے اللہ کی راہ کے لئے وقف فرمادیں اور مجھے علم حاصل کرنے کے لئے بغداد جانے کی اجازت دے دیں'' (نفحات الانس)۔

تعلیمی سفر

ان دنوں بغداد دور عباسیہ کا دار السطنت ہونے کے باعث علوم وفنون کا مرکز اعلیٰ تھا۔ اس شہر میں نظام الملک طوسی نے ۴۰۹ ہجری میں شہرہ آفاق دار العلوم ''درس گاہ نظامیہ'' کی بنیاد رکھی جو دنیا بھر میں واحد علمی مرکز تھا۔ چنانچہ اپنے شوق کی تکمیل اور تسکین ذوق کے لئے جناب غوثیت ماب سید الاسیاد رحمتہ اللہ علیہ نے بغداد عروس البلاد میں جانے کا ارادہ فرمایا۔ چونکہ والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال آپ کے عہد طفولیت میں ہی ہو چکا تھا۔ بدیں وجہ والدہ ماجدہ کے حضور اپنے ولی ارادہ کا اظہار فرمایا اور اجازت طلب کی والدہ مکرمہ آپ کے علمی ذوق کو محسوس کر کے بہت خوش ہوئیں مگر شفقت مادری اس جدائی کو گوارا نہ کر سکی' غم فراق کے باعث آنکھیں محبت بھرے آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں' پلکوں پر شفقت کے آنسو موتیوں کی طرح جھلملائے مگر فرزند ارجمند کی دلجوئی کی خاطر اجازت مرحمت فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ ''بیٹا! مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اس دنیا میں ہماری ملاقات اب نہیں ہو سکے گی' اس لئے میری یاد میں رہنے کی بجائے حصول علم کی زیادہ کوشش کرنا' اللہ تعالیٰ تجھے کامیاب فرمائے مگر اس کے علاوہ ایک قابل عمل بات یہ ہے کہ ہر معاملہ میں راست بازی اختیار کرنا اور صداقت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا''۔ رخصت کرتے وقت زاد راہ کے طور پر چالیس دینار جبہ کے اندر بغل کے نیچے سی کر ارشاد فرمایا۔ ''لیجئے! اسی (۸۰) دینار تمہارے والد کا ترکہ ہے جن میں سے چالیس (۴۰) دینار تمہارے چھوٹے بھائی عبداللہ کے لئے ہیں اور چالیس دینار تمہارے سپرد ہیں''۔

اپنی والدہ مکرمہ سے الوداع ہو کر غوث الاغیاث رحمتہ اللہ علیہ سوداگروں کے قافلے کے ساتھ جو بغداد کی طرف جارہا تھا چل دیئے' چلتے چلے جب یہ قافلہ وادی مہران میں پہنچا تو ساٹھ گھوڑ سوار ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کر دیا اور نرغے میں لے کر مال واسباب کو لوٹنا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں ڈاکوؤں نے

آپ کو بظاہر بے سروسامانی کی حالت میں دیکھ کر چھوڑ دیا مگر اتفاق سے ایک ڈاکو نے چلتے چلتے آپ سے پوچھا کہ اولڑکے! بتا تیرے پاس بھی کچھ مال ہے یا یونہی بے سروسامان ہی سفر کر رہا ہے؟ آپ نے بلا تامل ارشاد فرمایا۔ ہاں میرے پاس بھی چالیس دینار ہیں جو بغل کے نیچے محفوظ ہیں۔ آپ کی اس راست گفتاری کو ڈاکو نے مذاق سمجھا اور چلا گیا' یونہی متعدد ڈاکوؤں نے سوال کیا تو آپ بھی سب کو وہی جواب ارشاد فرماتے رہے۔ آپ کے اس ایک ہی جواب سے ڈاکوؤں کو شک گزرا تو وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سب حال واقعہ کہہ سنایا' سرکردہ نے جونہی آگے بڑھ کر آپ کی تلاشی لی تو واقعی چالیس دینار جبہ کے ساتھ سلے ہوئے برآمد ہوئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے متعجب ہو کر آپ سے پوچھا۔ لڑکے! تم دیکھ رہے ہو کہ ہم نے قافلے کا سارا مال لوٹ لیا ہے اور یہ دیکھ کر بھی تم نے ہم سے اپنا مال نہیں چھپایا۔ صاف صاف بتا دیا حالانکہ ڈاکوؤں سے مال چھپایا جاتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سچ سچ کہہ دیا تو میرا سامان گیا ہے جو محنت و مشقت سے پھر بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور اگر تمہارے خوف سے جھوٹ بولتا تو مجھے ایمان کی دولت لٹ جانے کا اندیشہ تھا جو کسی صورت میں بھی دستیاب نہیں ہو سکتی' میری والدہ نے رخصت کرتے وقت مجھے ہر معاملہ اور ہر حال میں سچ بولتے رہنے کا وعدہ لیا تھا اگر میں مال بچانے کے لئے جھوٹ بولتا تو واپس جا کر اسے کیا منہ دکھاتا۔ مال لٹ جانے کی مجھے کوئی پرواہ نہیں مگر والدہ سے عہد شکنی کو گوارا نہیں کر سکتا کیونکہ معلم انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الصدق ینجی والکذب یھلك کہ "صداقت میں نجات اور جھوٹ میں ہلاکت ہے"۔

قارئین محترم! سیدنا غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ کی یہ صداقت مکتب اولین یعنی آغوش مادر کے درس جمیل کا نتیجہ تھا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے جونہی آپ کے اس ارشاد حق بنیاد کو سنا تو اس کی آنکھوں میں بے اختیار ندامت کے آنسو امڈ آئے اور اپنے آپ کو ملامت کر کے کہنے لگا کہ او احمد بدوی! ایک لڑکا چھوٹی عمر میں اپنی مادر محترم کے حکم کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے کیے ہوئے وعدے کا اتنا پاس رکھتا ہے' حیف صد حیف کہ مدت سے اپنے پروردگار حقیقی کے احکام و فرامین کو پس پشت ڈال کر اس سے عہد شکنی کر کے سیاہ کاری میں زندگی گزار رہا ہوں تو قیامت کے روز اپنے پروردگار کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے قدموں سے لپٹ گیا اور بصدق دل تائب ہو کر آپ کے غلامان باوفا میں شامل ہو گیا اور قافلے کا لوٹا ہوا تمام مال واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر سب ڈاکوؤں نے بھی سچے دل سے توبہ کی اور کہا۔ اے ہمارے سردار! جب برے کاموں میں آپ ہمارے سردار تھے' اب ہم توبہ کرنے والوں میں بھی آپ ہی ہمارے سردار رہیں گے' اور سب یک زبان ہو کر عظمت غوث کے ترانے گانے لگے کہ

کسی کو زمانے کی دولت ملی ہے کسی کو جہان کی حکومت ملی ہے
ہم اپنے مقدر پہ قربان جائیں ہمیں غوث الاعظم کی الفت ملی ہے

دوستو! پیکر صدق و صفا سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی صاف گوئی اور راست گفتاری نے ان درندہ صفت انسانوں کی تقدیر کو پلٹ کر رکھ دیا (نفحات الانس)۔

اس نے چوروں کو دیکھا ولی کر دیا
خطاؤں کو قطب جلی کر دیا
غوث الاعظم کی ہے ہر نظر کیمیا
اس کا فرمان خالق کا فرمان ہے

استمداد اولیاء

یہ تو آپ کی ذات اقدس کی بات ہے۔ اب آپ کے پاپوش مبارک (جوتا) کا ذکر سنئے جس سے آپ کو استمداد اولیاء اللہ کا واضح ثبوت بھی حاصل ہو جائے گا۔ حضرت شیخ ابوعمرو جریفی، شیخ عثمان طریفنی اور شیخ ابومحمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ ۳ صفر ۵۵۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ ہم غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالی میں حاضر تھے کہ حضور غوث العالمین رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک اٹھ کر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز نفل ادا فرما کر بعد از سلام ایک ہیبت ناک نعرہ بلند کیا' اس کے ساتھ ہی اپنی نعلین چوبی (کھڑاؤں) ہوا میں پھینک دی جو ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر دوسری کھڑاؤں بھی پھینکی وہ بھی ہوا میں غائب ہو گئی پھر آپ ہمارے پاس تشریف لا کر مسند اقدس پر جلوہ افروز ہوئے۔

فرط جلال سے چہرے کا رنگ سرخ تھا' جوش طبع کے اس عالم میں کسی کو بھی دریافت حال کی جرأت نہ ہوئی' یہاں تک کہ اس حیرت انگیز واقعہ کو تینتیس روز گزر گئے کہ ایک دن بلاد عجم سے بغداد میں ایک قافلہ آیا تو امیر قافلہ بہت سا مال ومتاع اور اشیائے نفیسہ بطور نذرانہ لے کر مکتب عالی میں آیا اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری کا خیال ظاہر کیا۔ اسی اثناء میں شہنشاہ بغداد بھی حجرہ عالیہ میں رونق افروز ہوئے تو اس قافلہ سالار نے آپ کی کھڑاؤں اور سامان و زر ہم آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی دلجوئی کی خاطر وہ نذرانہ قبول فرمالیا مگر تاجر کے پاس وہ کھڑاؤں دیکھ کر ہماری حیرت واستعجاب کی کوئی حد نہ رہی ہم نے اسی سے متجسانہ انداز میں دریافت کیا کہ تمہیں یہ کھڑاؤں کہاں سے ملی ہیں تو ہمارے استفسار پر اس نے کہا کہ ہم یکشنبہ ۳ صفر کو سفر کر رہے تھے کہ دوران سفر ہمارا گزر ایک جنگل سے ہوا تو اچانک عرب ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کر دیا جنہوں نے ہمارا تمام سامان لوٹ لیا اور ہم سے ذرا ہٹ کر وادی میں جا کر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت ہم سخت مصیبت سے دوچار تھے اور وطن سے دوری کے باعث مجبور ولاچار تھے مگر۔

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے
بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

مجبوری ومعذوری کے اس عالم میں ہم نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی نذر مان کر آپ کو مدد کے لئے پکارا کہ ناگاہ ہمیں ایک پر ہیبت نعرے کی آواز سنائی دی۔ جس سے جنگل کی فضا گونج اٹھی' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ڈاکو مبہوت ہو کر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ دیکھو ہم پر کیا مصیبت آ پڑی ہے' آؤ اپنا مال واپس لے لو ہم دل مضبوط کر کے ان کے ڈیرے پر گئے تو ڈاکوؤں کے دونوں سرداروں کو مردہ پایا۔ انکے پاس ہی کھڑاؤں پڑی تھیں' ڈاکوؤں نے ہمارا مال واسباب اور کھڑاؤں ہمیں واپس دے دیں

جو ہم قطب دوراں غوث زماں' دستگیر بے کساں رضی اللہ عنہ کی خدمت عالی مرتبت میں لے کر بصد خلوص و نیاز حاضر ہوئے ہیں۔ قطب دارین رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کو دیکھ کر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدنا احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز کی روح گرامی پکار اٹھتی ہے کہ ۔

پیر پیران میر میراں یا شہہ جیلان توئی
انس جان قدسیاں و غوث انس و جاں توئی
سر توئی سرور توئی' سر را سروسامان توئی
جاں توئی جاناں توئی جاں را قرار جاں توئی

تاجر کی تقدیر بدل دی

شیخ ابوالسعو د احمد بن ابی بکر حریمی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ابوالمظفر حسن بن تمیم نامی تاجر ایک روز شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ حضرت تجارت کی غرض سے قافلے کے ساتھ ملک شام جانا چاہتا ہوں فرمایئے یہ سفر میرے لئے کیسا رہے گا؟ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تم اس سال سفر کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال واسباب بھی لوٹ لیا جائے گا۔ وہ تاجر ابوالمظفر وہاں سے افسردہ خاطر ہوکر سیدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا دلی ارادہ بیان کیا۔ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم بلاخوف وخطر سفر کرو صحیح سلامت واپس آؤ گے۔ چنانچہ ابوالمظفر حسن سفر تجارت پر نکلا اور ملک شام پہنچ کر اپنا مال و اسباب ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا اور رقم لے کر جب وہ ایک حمام میں گیا تو ایک ہزار دینار کی تھیلی حمام کے ایک طاق میں رکھ کر بھول گیا اور اپنی قیام گاہ میں آ کر تھکاوٹ کے باعث گہری نیند سو گیا اور خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ آور ہوکر ہر شخص کو قتل کر دیا اور تمام مال واسباب لوٹ لیا ہے۔ حتیٰ کہ ایک قزاق نے اس کی گردن بھی اڑا دی۔ وہ دہشت ناک ہوکر خواب سے فوراً بیدار ہوا اور کانپنے لگا وہ گردن پر ضربوں کے باعث شدید درد اور قتل کے خون کا اثر بھی محسوس کر رہا تھا۔ جب اسے اپنی رقم یاد آئی تو فوراً حمام میں گیا دیکھا کہ وہ رقم وہیں طاق میں محفوظ پڑی ہے۔ چند روز بعد جب بغداد واپس پہنچا تو دونوں بزرگوں سے ملاقات کا فیصلہ کیا۔ پہلے وہ حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا چونکہ وہ اس وقت ضعیف العمر تھے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم شیخ عبدالقادر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے محبوب ہیں۔ انہوں نے تمہاری خیریت اور حفاظت کے لئے ستر بار اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کر کے حقیقت کو خواب میں تبدیل کر دیا ہے حالانکہ تمہاری تقدیر میں رقم کا نقصان اور قتل لکھا تھا۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

چنانچہ پھر وہ تاجر سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا جوان دنوں نوجوان تھے۔ آپ نے ابوالمظفر تاجر کو دیکھتے ہی فرمایا کہ شیخ حماد نے تمہیں میرے ستر بار سفارش کی اطلاع تو دے دی ہے۔ خدا کی قسم میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے حق میں ستر بار التجا کی تھی اور عالم بیداری کے واقعہ کو

اللہ تعالیٰ نے خواب میں بدل دیا ہے۔ یمحو اللہ مایشاء ویثبت یعنی "اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے جسے چاہے ثابت کرتا ہے"۔

مسئلہ قضاوقدر اور سانپ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مدرسہ نظامیہ میں مجلس وعظ منعقد تھی جس میں ملک بھر کے نامور فقہا اور ممتاز علماء موجود تھے اور آپ مسئلہ قضاوقدر پر گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک چھت سے ایک بہت بڑا سانپ حاضرین مجلس پر گر پڑا اور حاضرین ڈر کر بھاگنے لگے مگر آپ کے پائے استقلال میں جنبش بھی نہ آئی اور تسلسل واعظ فرماتے رہے حتی کہ وہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا اور جسم کے گرد حلقہ مار کر گریبان کے راستے باہر نکل آیا اور گردن سے لپٹ گیا۔ اپ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہٹے۔ وہ سانپ آپ کو چھوڑ کر زمین پر دم کے بل کھڑا ہو گیا اور آپ سے ہم کلام ہوا پھر باہر چلا گیا۔ لوگ مجلس میں واپس آ کر بیٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا یہ سانپ مجھے کہہ رہا تھا کہ میں نے اس طرح آج تک بہت سے اولیاء کو آزمالیا ہے مگر آپ کی طرح کوئی ثابت قدم نہیں رہا۔ تو میں نے سانپ کو بتایا کہ تم مجھ پر اس وقت گرے تھے جب میں قضاوقدر پر گفتگو کر رہا تھا تو ایک حقیر کیڑے سے زیادہ حیثیت رکھتا جسے قضاوقدر ہی حرکت دیتے ہیں تو میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اب میرا فعل میرے قول کے برعکس نہیں ہونا چاہئے اس لئے میں ثابت قدم رہا۔

رحمت دو جہاں ﷺ کا لعاب دہن

حضرت شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالرزاق (فرزندان غوث) اور حضرت عمر کیمانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں کہ سید العارفین سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک روز ظہر کے وقت جان رحمت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا تم وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا حضور میں عجمی ہوں بغداد میں عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے لب کشائی کر سکتا ہوں، جھجک سی محسوس ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا منہ کھولو! جونہی میں نے منہ کھولا تو آپ ﷺ نے سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ اب جاؤ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرو اور حکمت وموعظت سے اللہ کی طرف بلاؤ۔ اس سعادت یابی کے بعد میں نے ظہر کی نماز پڑھی تو بہت سے لوگ میرے گرد جمع ہو گئے۔ میں گھبرا سا گیا اور میرے بدن میں کپکپی طاری ہو گئی۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپ نے بھی آ کر فرمایا عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) منہ کھولو، میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا، حضرت! سات بار کیوں نہیں ڈالا فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کی پاس داری ہے میں اس سے تجاوز یا برابری نہیں کر سکتا۔ یہ فرما کر آپ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد میری زبان میں قوت گویائی پیدا ہو گئی۔ میں لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے لگا اور میرا غواص فکر غوطے لگا لگا کر دل کے دریا سے حقائق ومعارف کے موتی اگلنے لگا (قلائد الجواہر بہجۃ الاسرار)۔

مجلس وعظ میں حضرت خضر علیہ السلام کی آمد

روایت ہے کہ ایک بار حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے تو چند قدم بڑھ کر

فرمانے لگے۔اے اسرائیلی! ذرا ٹھہر جا اور ایک محمدی کا کلام سنتا جا۔ جب آپ اپنی مسند پر واپس تشریف لائے تو لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ تھا۔آپ نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہماری مجلس کے پاس سے گزر رہے تھے تو میں نے چند قدم آگے بڑھ کر انہیں آواز دی تھی کہ ایک محمدی کا وعظ بھی سنتے جائیں۔ الغرض اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں اکثر رونما ہوتے تھے اور آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں کوئی یہودی یا عیسائی اور کئی غیر مسلم دامن اسلام میں نہ آئے ہوں اور ایمان کی دولت سے مالا مال نہ ہوئے ہوں' جن کی تعداد پانچ سو کے لگ بھگ تھی۔تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو' چور' راہزن اور کشتی والا اور دوسرے بدعقیدہ اور بے دین لوگ آپ کا وعظ مبارک سن کر مجلس وعظ میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے (زہرۃ الاثار بہجۃ الاسرار)۔

جو کچھ مانگنا چاہو مانگ لو

آپ سے فیض یاب ہونے والے مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز سیدنا غوث الاعظم کی اس مجلس میں حاضر تھے۔جس میں آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کچھ مانگنا چاہے مانگ لے تو۔

☆ شیخ محمد بن قائد رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مجھے مجاہدہ پر قدرت چاہئے۔
☆ شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مجھے اللہ کا خوف عطا ہو۔
☆ شیخ ابومحمد حسن فارسی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مجھے خدا کے ساتھ صاحب حال بنا دیجئے چونکہ میں اس نعمت سے محروم ہو گیا ہوں مجھے یہ چیز واپس ملنی چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو۔
☆ شیخ جمیل ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی مجھے حفظ وقت کی ضرورت ہے۔شیخ ابوحفص عمر غزال رحمتہ اللہ علیہ کہنے لگے مجھے علوم کی زیادتی چاہئے۔
☆ شیخ جلیل صرصری رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا میں چاہتا ہوں اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک قطبیت کے مقام پر نہ پہنچ جاؤں۔
☆ شیخ ابوالبرکات ہمامی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مجھے محبت الٰہی میں بے خودی درکار ہے۔
☆ شیخ ابوالفتوح المعروف ابن الحصر بن نصر بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مجھے قرآن و حدیث حفظ کرا دیں۔
☆ شیخ ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا مجھے ایسی معرفت درکار ہے کہ میں موارد ربانیہ اور غیر ربانیہ (حق و باطل) میں تمیز کر سکوں۔
☆ شیخ ابوعبداللہ بن ہبۃ اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مجھے دربانی کی خواہش ہے۔
☆ شیخ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ نے گزارش کی کہ مجھے خلیفہ کا حاجب (چوہدار) بنا دیجئے۔

غوث العالمین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ان تمام حاضرین کی خواہشات سننے کے بعد یہ آیت پڑھی۔وکلا نمد ھولاء من عطاء ربك وماکان عطاء ربك محظورا۔''ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں ہے''۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم! ان لوگوں کو وہ تمام مطلوبہ نعمتیں مل گئیں اور میں نے ہر ایک شخص کو اسی مقام پر

دیکھا جس کی اس نے سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تمنا کی تھی۔

☆ شیخ ابوالمسعود رحمۃ اللہ علیہ حسب طلب ترک اختیار کی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔

☆ شیخ محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ کو مجاہدہ پر پورا اختیار حاصل ہو گیا تھا وہ آخری عمر میں تقریباً چودہ سال زیر زمین مجاہدہ کرتے رہے۔

☆ شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ خوف کے اس قدر درجہ عالیہ پر پہنچے کہ آپ کے دماغ سے حلق تک خوف کی آواز آتی تھی۔

☆ شیخ ابوالحسن فارسی رحمۃ اللہ علیہ پر جب سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ کرم ڈالی تو وہ مجلس میں بیٹھے بیٹھے پریشان ہو گئے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ مدت ہوئی میرے قلبی احوال سلب ہو چکے تھے۔ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ فرما کر میرے ان احوال کو میری طرف لوٹا دیا۔

☆ شیخ جمیل ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو مراعات نفس میں دو چیزیں حاصل ہو گئیں جن کی مثال دوسروں کے پاس نہیں ملتی، روایت ہے کہ وہ اپنی تسبیح کے دانوں کو ہوا میں معلق کر دیا کرتے تھے اکثر ایسا بھی ہوتا کہ آپ اپنی تسبیح کو کسی دیوار کے ساتھ کیل پر لٹکا دیتے تو یہ تسبیح دانہ دانہ ہو کر ایک ایک دانہ آپ کے ہاتھ تک اڑتا چلا آتا تھا۔

☆ شیخ ابوحفص عمر غزال رحمہا اللہ علیہ نے کئی قسم کے علوم جمع کر کے ازبر کر لئے تھے۔

☆ شیخ جلیل صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ بھی قطب بنا دیئے گئے تھے مگر یہ مقام انہیں زندگی کے آخری سات روز پہلے نصیب ہوا۔

☆ شیخ ابوالبرکات ہمامی رحمۃ اللہ علیہ پر سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ ڈالی تو ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور ایک ہی نگاہ نے انہیں غیر اللہ کی محبت سے بے نیاز کر دیا۔ انہیں لاشعوری اور بے خودی کے عالم ہی میں بغداد سے لے جا کر کوفہ پہنچا دیا گیا۔

☆ شیخ ابوالفتوح المعروف حضرت بن نصر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا حسن طلب رنگ لایا اور چھ ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور جتنے مشکل مسائل تھے حل ہوتے گئے اور آپ کو لاتعداد احادیث بھی ازبر ہو گئیں جن سے وہ استفادہ کرتے تھے۔

☆ شیخ ابوالخیر بشروی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا تو مجھے اپنے سینے میں ایک نور آتا دکھائی دیا اسی دن سے مجھے ہدایت و گمراہی اور حق و باطل میں فرق محسوس ہونے لگا حالانکہ مجھے ان چیزوں کے بارے میں بڑا شک و شبہ تھا۔

☆ شیخ ابوعبداللہ بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کو وزارت و نیابت کی دربانی حاصل ہو گئی۔

☆ شیخ ابوالفتوح رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ کے گھر کی تولیت مل گئی۔

☆ شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ کے دروازے پر حاجب مقرر کر دیا گیا اور یہ لوگ ایک طویل مدت تک اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہے۔

دلی مراد کی تکمیل ۔ ۵۶۰ ہجری کا واقعہ

حضرت شیخ ابو محمد عبدالملک ڈیال رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ نظامیہ کا طالب علم تھا۔ ایک روز آپ اپنے ہاتھ میں لوٹا لئے گھر سے تشریف لائے تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کاش حضرت صاحب مجھے اس لوٹے سے کوئی کرامت دکھادیں۔ حضرت غوث الاوری رحمۃ اللہ علیہ نے میری دلی کیفیت سے خبردار ہوکر میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور وہ لوٹا زمین پر پھینک دیا' لوٹے کا زمین پر گرنا تھا کہ ایک نور ظاہر ہوا جس سے زمین و آسمان کی وسعتیں روشن ہوگئیں۔ آپ نے لوٹے کو اٹھالیا تو وہ اسی حالت میں آگیا۔ اس کے بعد آپ نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا بس زبال۔ تمہیں اسی چیز کی خواہش تھی؟

جلال غوثیت

ایک مرتبہ مختلف بیرونی ممالک سے چند مشائخ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے خادم کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ دسترخوان پر کھانا رکھا گیا تو آپ نے خادم کو بھی مہمانوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھانے کے لئے کہا مگر خادم نے بتایا کہ وہ روزے دار ہے' آپ نے اسے کہا کھاؤ تمہیں روزے کا ثواب بھی مل جائے گا مگر خادم اپنے روزے والا ہونے پر بضد رہا۔ آپ نے پھر فرمایا کھاؤ تمہیں ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے پھر جواب دیا میں روزے سے ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کھاؤ تمہیں سارے جہان کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے پھر کہا حضور میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ نے غضب ناک نگاہوں سے دیکھا تو وہ زمین پر گر گیا اور اس کا بدن سوجنے لگا اور اس سے خون اور پیپ بہنے لگی۔ مہمان مشائخ نے اس خادم کی سفارش کرنا چاہی مگر وہ بھی آپ کے غضب کے ڈر سے خاموش ہوگئے۔ مشائخ کی اس خاموشی پر آپ کو ترس آگیا اور اس خادم پر محبت بھری نگاہ ڈالی تو وہ اپنی اصلی حالت میں آگیا جیسے اسے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا تھا۔

چیل کا واقعہ

ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں وعظ فرمارہے تھے کہ ایک چیل اوپر سے اڑتی ہوئی گزری تو چیل نے گزرتے ہوئے ایک زوردار چیخ لگائی تو آپ نے نگاہ اٹھاکر ہوا کو حکم دیا اس چیل کا سر اڑادو۔ حاضرین نے دیکھا کہ دیکھتے دیکھتے ہی چیل کا سر تن سے جدا پڑا تھا۔ حضرت غوث الابرار رحمۃ اللہ علیہ مسند شریف سے اٹھ کر نیچے آئے اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھالیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کہا تو چیل نے زندہ ہوکر پر پھڑ پھڑائے اور ہوا میں اڑ گئی۔

بھنی مرغی کا زندہ کرنا

شیخ محمد آوانی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ میرے اس بچے کو آپ سے بڑی محبت اور عقیدت ہے میں اللہ اور رسول ﷺ کے لئے آپ کے حق میں اپنے حقوق سے دست بردار ہوکر اسے آپ کی تربیت میں دیتی

ہوں آپ نے اسے قبول فرما کر مجاہدہ وریاضت اور طریق سلوک پر لگا دیا۔ کچھ مدت بعد وہ عورت اپنے بچے کی ملاقات کے لئے آئی تو دیکھا کہ مسلسل بھوک اور بیداری کی وجہ سے اس کا رنگ زرد ہو چکا ہے اور وہ جو کی خشک روٹی چبا رہا ہے اس کے بعد وہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی تو آپ کو بھنی ہوئی مرغی تناول فرماتے دیکھا جو ہڈیاں پاس پڑے خالی برتن میں رکھ رہے تھے تو اس عورت نے عرض کیا' حضرت آپ تو مرغی کا گوشت کھاتے ہیں لیکن میرے بیٹے کو جو کی خشک روٹی کھلاتے ہیں یہ سن کر آپ نے اپنا دست مبارک مرغی کی ہڈیوں پر رکھ کر فرمایا قم باذن الله الذی یحی العظام وھی رمیم تو وہ زندہ ہو کر اصلی حالت پر آ گئی اور زبان حال سے کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا والشیخ عبدالقادر ولی اللہ پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ جب تیرا بچہ اس مقام کو حاصل کر لے گا تو جو جی چاہے کھا سکتا ہے''۔

نابینا اور فالج زدہ کی صحت یابی

۵۴۷ھ کا واقعہ ہے شیخ ابوالحسن علی قرشی رحمتہ اللہ علیہ اس کے راوی ہیں کہ شیخ علی بن ہیتی رحمتہ اللہ علیہ اور میں سیدنا غوث دارین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی آ کر یوں عرض گزار ہوا۔ حضرت آپ کے نانا محبوب کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی شخص دعوت پر بلائے تو اسے رد نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں بھی آپ کو اپنے غریب خانہ پر کھانے کی دعوت دینے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو میں ضرور آؤں گا۔ چنانچہ آپ نے مراقبہ فرمایا تو کافی دیر بعد فارغ ہو کر دعوت کو قبول کرتے ہوئے وعدہ فرما لیا کہ میں ضرور آؤں گا۔ وقت مقررہ پر جب تشریف لے چلے تو آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے شیخ علی ہیتی نے دائیں رکاب تھامی اور میں بھی بائیں رکاب پکڑے جا رہا تھا۔ ہم اس تاجر کے گھر پہنچے جہاں بغداد کے بڑے بڑے مشائخ' علماء کرام اور کچھ ارباب حکومت بھی موجود تھے۔ چنانچہ دستر خوان بچھایا گیا جس پر رنگا رنگ کے کھانے چنے ہوئے تھے اور ایک بند صندوق لا کر دستر خوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ ابو غالب (میزبان) نے کھانا شروع کرنے کی اجازت دی۔ حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ مراقبے میں رہے۔ آپ نے کھانا نہ کھایا۔ آپ کی وجہ سے اہل مجلس کو بھی کھانے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ خاموش بیٹھے رہے۔ آپ نے مراقبے سے سر اٹھا کر مجھے اور شیخ علی ابن الہیتی کو صندوق اٹھا کر لانیکا اشارہ فرمایا۔ اگرچہ وہ بھاری تھا لیکن ہم اٹھا لائے اور شیخ محترم کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا اسے کھولو' جب کھولا گیا تو دیکھا کہ اس میں ابو غالب کا بیٹا تھا جو مادرزاد اندھا' مفلوج و مجذوم تھا۔ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے اٹھو' چنانچہ وہ لڑکا تندرست اور بینا ہو کر کھڑا ہو گیا جیسے کوئی بیماری ہی نہیں تھی۔ یہ دیکھ کر حاضرین مجلس میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ایک شور برپا ہو گیا۔ آپ اسی شور میں کچھ کھائے بغیر واپس تشریف لے آئے۔ شیخ ابوسعد قیلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا۔ شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے کو بینا' مرض والے کو تندرست اور مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔

رافضیوں کا تائب ہونا

شیخ ابوالحسن علی قرشی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز چند رافضی دو بڑے بڑے بند منہ کے

تھیلے اٹھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ان تھیلوں میں کیا ہے؟ یہ سن کر آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور ایک تھیلے پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا۔اس میں ایک لڑکا ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے عبدالرزاق کو تھیلے کا منہ کھولنے کو کہا تو اس میں سے ایک مفلوج بچہ نکلا۔آپ نے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھو تو وہ اٹھ کر باہر نکل آیا۔ پھر دوسرے تھیلے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا اس تھیلے میں ایک تندرست بچہ ہے۔آپ کے حکم سے وہ تھیلا بھی کھولا گیا تو اس میں سے ایک لڑکا نکل کر چلنے پھرنے لگا جسے کوئی بیماری نہیں تھی۔آپ نے اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر بٹھایا تو وہ فالج زدہ ہو گیا۔یہ واقعہ دیکھتے ہی رافضی اپنے اس فعل سے تائب ہو کر معذرت کے خواستگار ہوئے (قلائد الجواہر)۔

ایک مرید کا حیرت انگیز واقعہ

غوث الاغیاث سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ایک شخص نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔جب وہ گھر گیا تو اسے ایک رات میں ستر بار احتلام کی شکایت ہوئی اور اس احتلام کے دوران ہر بار ایک نئی عورت سامنے آتی۔ان میں سے بعض عورتوں کو بھی اچھی طرح جانتا تھا اور بعض عورتیں ناآشنا تھیں۔علی الصبح وہ انتہائی حیرت کے عالم میں بیدار ہو کر غسل کر کے حضرت شیخ الاولیاء کی خدمت میں اپنے رات کے اس حیرت انگیز واقعہ پر پشیمانی اور پریشانی کا اظہار کرنے کے لئے حاضر ہوا مگر شیخ محترم نے اسے دیکھتے ہی فرمایا۔عزیزم اتم رات کے واقعہ کو اس قدر حیرت ناک اور مکروہ خیال نہ کرو جب تم مجھ سے بیعت کی نسبت قائم کر کے میرے سلسلہ ارادت میں داخل و شامل ہوئے تو میں نے لوح محفوظ پر نگاہ ڈالی تو فلاں فلاں عورت کے ساتھ زنا کرنا تمہارے مقدر میں تحریر تھا (حضرت نے ان میں سے اکثر عورتوں کے نام اور حلیئے تک بھی بتا دیئے) تو میں نے بدنامی کے سبب اپنی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور اس گناہ کبیرہ سے محفوظ رکھے۔چنانچہ اللہ کریم نے ان سارے واقعات کو احتلام کی صورت میں تبدیل کر دیا ہے۔

شیر کو خاطر میں لاتا نہیں کتا تیرا

روایت ہے کہ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ زندہ شیر پر سوار ہو کر اولیاء کرام کے پاس جاتے اور مہمان بنا کرتے تھے۔آپ کے شیر کی غذا ایک سالم گائے تھی جو میزبان کو دینا پڑتی تھی۔ایک روز وہ بغداد تشریف لائے تو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا کہ آج میں آپ کا مہمان ہوں ایک عدد گائے میرے شیر کے لئے بھیج دیں۔آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک گائے پہنچا دو۔جب خادم گائے لے کر روانہ ہوا تو ایک نہایت ہی نحیف و لاغر کتا جو ہر وقت آپ کے دروازے پر پڑا رہتا تھا وہ گائے کے پیچھے ہو لیا۔وہاں پہنچ کر جب گائے کو شیر کے قریب کیا گیا تو شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کو اشارہ کیا کہ یہ تیری غذا ہے تو جب شیر گائے پر جھپٹا تو اس لاغر کتے نے بڑی پھرتی سے شیر پر حملہ کیا اور اس کا پیٹ چاک کر دیا۔جس سے وہ شیر ہلاک ہو گیا۔یہ دیکھ کر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً حضرت غوث الابرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس حرکت پر ندامت کا اظہار کیا اور آپ کی دست بوسی کی۔اس موقع

کی مناسبت سے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ۔

سگ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

''کہ اگر تو قرب الٰہی کا چاہتا ہے تو شاہ جیلانی شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ بیکس پناہ کا کتا ہو جا کیونکہ آپ کے در اقدس کا کتا بھی شیروں پر شرف و برتری رکھتا ہے''۔ بقول امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔

کیا رہے جس پر حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خاطر میں لاتا نہیں کتا تیرا

مردہ زندہ ہو گیا

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک عیسائی پادری بغداد میں آیا اور لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرنا شروع کر دیا کہ ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی محمد ﷺ سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہمارے نبی تو مردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور تمہارے نبی نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ اس بات کی اطلاع جب غوث دارین رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو آپ اس عیسائی پادری کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم کہتے ہو ہمارے نبی صرف مردوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے افضل ہیں مگر ہمارے نبی کی تو یہ شان ہے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دو بچوں کو بھی زندہ کیا اور کتنی بے جان چیزوں کو بھی زندگی بخشی جن کے زندہ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے تو پتھروں اور درختوں کو بھی گویائی عطا کی۔ مگر عیسائی برابر انکار کرتا رہا تو آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا۔ اے نصرانی پادری! تم پھر دیکھ میں کوئی نبی تو نہیں ہوں اپنے رسول کریم ﷺ کا ایک ادنیٰ سا امتی غلام ہوں، میرا نسبی تعلق اپنے نبی مکرم ﷺ سے ہے۔ اس لحاظ سے مجھے صرف نواسہ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے تم مجھے قبرستان میں کسی پرانی قبر پر لے چلو اگر میں مردہ کو زندہ کر دوں تو پھر تمہیں ہمارے نبی ﷺ کی افضلیت کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

اس نے کہا ہاں ضرور، چنانچہ وہ آپ کو ایک پرانے قبرستان میں لے گیا اور پرانی قبر پر جس کا نام و نشان بھی مٹ چکا تھا کھڑا ہو کر کہنے لگا، لو اس قبر کے مردے کو زندہ کر کے دکھا دیں تو آپ نے نگاہ ولایت سے اس قبر پر توجہ فرمائی اور بتایا۔

ان صاحب ھذا القبر کان مخنیا
فی الدنیا و ان اردت احییہ مخنیا

(ترجمہ) یہ صاحب قبر دنیا میں گویا تھا اگر تو چاہے تو یہ قبر سے بھی گاتا ہوا اٹھے۔ پادری نے کہا اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے تو آپ نے فرمایا تمہارے نبی علیہ السلام مردہ کو زندہ کرتے وقت کیا کہتے تھے۔ تو عیسائی نے کہا کہ ہمارے نبی علیہ السلام قم باذن اللہ کہتے تھے۔ یہ سن کر آپ نے قبر کو اپنے مبارک پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا قم باذنی یہ کہنا تھا کہ فانشق القبر و اذام المیت مخنیا پس قبر شق ہوئی اور مردہ گاتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ عیسائی آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

جناب عیسیٰ سے کیا تقابل کہ وہ نبی تھے یہ شاہ مرسل
حضور نے تو جسے بھی چاہا اسی کو عیسیٰ بنا کے چھوڑا

چور کی قسمت بدل گئی

ایک دفعہ سیدنا غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ قیمتی قبا زیب تن کیے جنگل میں اکیلے سفر کر رہے تھے تو ایک ڈاکو نے آگے بڑھ کر قیمتی کوٹ دیکھا تو نیت بدل گئی۔ جب وہ قیمتی قبا اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور دامن پکڑا تو آپ نے اس کی طرف نگاہ ڈالی اور خالق حقیقی کے حضور عرض کیا ''مولا! اس نے اب تیرے عبدالقادر کا دامن پکڑ لیا ہے حشر تک نہ چھوٹنے پائے''۔

یہ دعا کرنا تھی کہ اس کے دل کی دنیا بدل گئی گویا ایک ہی نگاہ کرم سے اس کا مقدر بدل کر رکھ دیا اور اس کو واصل باللہ کر کے قطبیت کے درجہ تک پہنچا دیا تو وہ بزبان حال یوں گویا ہوا کہ

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

بارش کا رک جانا

ایک روز سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرمار ہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہوگئی اور لوگ مجلس سے اٹھنے لگے تو آپ نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا انا اجمع وانت تفرق الٰہی! میں لوگوں کو (تیرے ذکر کے لئے) جمع کرتا ہوں اور تو انہیں منتشر کرتا ہے'' اتنا ہی کہنا تھا کہ بارش تھم گئی اور جلسہ گاہ کے باہر بدستور جاری رہی اور لوگ سکون سے آپ کے وعظ سے مستفید و مستفیض ہوتے رہے۔

دریائے دجلہ کی طغیانی

ایک سال دریائے دجلہ میں اس قدر طغیانی آ گئی کہ بغداد کے کئی کوچوں میں پانی بھر گیا اور مکانات کو خطرہ پیدا ہو گیا تو لوگ حضرت غوث الابرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فریاد ہوئے اور آپ سے استغاثہ کرنے لگے' کتب لغت میں غوث بمعنی فریادرس کے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنا عصا مبارک لیا اور دریا کی طرف چل دیئے اور دریا کے کنارے پر پہنچ کر آپ نے پانی کی اصل مد پر وہ عصا گاڑ کر فرمایا۔ اے پانی! بس یہیں تک رہ خبردار اپنی مد سے آگے نہ بڑھنا۔ اتنا فرمانا تھا کہ اسی وقت اتر گیا اور طغیانی تھم گئی اور پانی عصا مبارک تک آ کر رک گیا (بہجۃ الاسرار)۔ تو یہ کیوں نہ ہو جب سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ارشاد گرامی ہے۔

ولـــو الـــقيـــت ســـری فـــی بـــحـــار
لـــصـــار الـــكـــل غـــورا فـــی الـــزوال

''اگر میں اپنا راز سمندروں پر ڈالوں تو ان سب کا پانی جذب ہو کر خشک ہو جائے اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے''۔

کشتی کا طوفان سے نکلنا

حضرت قطب الاقطاب غوث دارین رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ عالیہ میں طالب علم بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ ہمیں درس دے رہے تھے کہ ایک دم حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور اپنا ہاتھ چادر کے نیچے ڈال کر نکالا تو ہاتھ سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ ہم سب یہ دیکھ رہے تھے ہم سب یہ دیکھ کر حیران تھے۔ مگر آپ کے جلال و ہیبت کے باعث اس کی وجہ دریافت کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ مگر ہم نے وہ مہینہ تاریخ اور وقت نوٹ کرلیا کہ اس واقعہ کے دو ماہ بعد کچھ سوداگر آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بتایا کہ ہم کشتی پر اپنا تجارت کا مال لادے سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ یکا یک سمندر میں طوفان آ گیا۔ جس سے ہمیں کشتی کے غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ اس مصیبت کے وقت میں ہم نے اپ کو پکارا اور یا غوث المدد! کا نعرہ لگایا تو ہم نے دیکھا کہ پانی کی سطح پر ایک قدرتی ہاتھ نمودار ہوا۔ جس نے ہماری کشتی کو سمندر کی طوفانی موجوں سے نکال کر سلامتی کے ساتھ ساحل پر لگادیا۔

گمشدہ اونٹ

حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند بشر قرظی نامی تاجر کے چار اونٹ ایک دفعہ رات کے وقت دوران سفر جنگل میں گم ہو گئے' جو تلاش بسیار کے باوجود بھی نہ مل سکے۔ آخر اس نے اسی پریشانی کے عالم میں وہیں کھڑے کھڑے بارگاہ غوثیت میں فریاد کی اور المدد یا غوث الاعظم کا نعرہ لگایا تو اس نے کیا دیکھا سامنے ایک ٹیلے پر نورانی چہرے والے سفید ریش بزرگ کھڑے ہاتھ کے اشارے سے مجھے بلا رہے ہیں۔ جب میں ٹیلے پر گیا تو وہ بزرگ نظر نہ آئے مگر جب ٹیلے کے نیچے کی طرف دیکھا تو میرے چاروں اونٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی' میں نیچے جا کر انہیں پکڑ لایا اور قافلہ میں شامل ہوگیا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ میری رہنمائی فرمانے والے وہ بزگ یقیناً غوث الثقلین حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے (بہجتہ الاسرار)۔

ایک بچھو کا ساٹھ مرتبہ کاٹنا

حضرت شیخ ابو صالح عباسی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عالی مرتبت منصورہ کی جامع مسجد میں تشریف لائے اور وہاں سے اپنے مدرسہ کی طرف واپس ہوئے تو اپنے چہرے سے رومال ہٹایا اور ایک بچھو کو اپنی پیشانی پر سے پکڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ زمین پر گرتے ہی جب وہ بھاگنے لگا تو آپ نے پرجلال لہجے میں فرمایا کہ ''خدا کے حکم سے مرجا'' تو وہ اسی وقت مرگیا دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ جامع مسجد سے یہاں تک آتے ہوئے اس نے مجھے ساٹھ مرتبہ کاٹا ہے (قلائد الجواہر)۔

اناج میں برکت

حضرت شیخ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ خود ہی اس واقعہ کے بھی راوی ہیں کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا اور میرے بیوی بچوں کو بھی فاقوں پر فاقے آنے لگے تو پیر دستگیر سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ میرے غریب

خانہ پر تشریف لائے اور گیہوں کا ایک تھیلا عطا کر کے فرمایا کہ "اس تھیلے کا منہ اوپر سے بند کر کے ایک کنارہ کھلا رہنے دینا اور اسی میں سے گیہوں نکال کر پسوالیا کرنا مگر اس سے کسی کو ادھار بھی نہ دینا اور تھیلے کا اوپر سے منہ کھول کر بھی نہ دیکھنا۔ اس کے بعد پانچ سال تک میں اس میں سے گیہوں نکال کر کھاتا رہا لیکن ایک روز میری بیوی نے اوپر سے تھیلے کا منہ کھول کر دیکھ لیا تو اس میں اتنی گیہوں موجود تھی جتنی کہ حضرت شیخ نے عطا فرمائی تھی اور وہ صرف ایک ہفتہ ہی میں ختم ہو گئی۔ جب میں نے یہ واقعہ حضرت شیخ محترم رحمتہ اللہ علیہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اپنے ہی حال پر چھوڑ دیتے تو تا زندگی گیہوں ختم نہ ہوتی"۔

زمین کی طنابیں کھینچنا

آپ کے شاگرد رشید حضرت شیخ ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ۵۵۳ ہجری میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ میں رات گئے تک اس انتظار میں رہتا کہ شاید شیخ محترم سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی ضرورت پیش آ جائے تو میں آپ کی خدمت انجام دوں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ محترم جس وقت مکان کے اندر تشریف لائے تو میں نے لوٹا پیش کیا مگر آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور مدرسہ کے دروازے کی طرف بڑھ گئے تو دروازہ خود بخود کھل گیا جب اپ باہر نکل گئے تو پھر بھی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اس وقت میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ابھی ہم تھوڑا دور چلے تھے کہ ایک ایسے شہر میں داخل ہوئے جس سے میں واقف نہیں تھا۔ جب آپ ایک خانقاہ نما مکان میں داخل ہوئے تو وہاں چھ افراد پہلے ہی موجود تھے۔ ان سب نے آپ کو سلام عرض کیا اور میں خود ایک ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں کسی کے کراہنے کی آواز آنے لگی جو کچھ دیر بعد بند ہو گئی۔ میں نے ایک شخص کو ادھر جاتے دیکھا جدھر سے وہ آواز آ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ شخص ایک دوسرے شخص کو اپنے کاندھے پر اٹھائے باہر نکل گیا ہے پھر اس کے جانے کے بعد ایک بہت لمبے بالوں اور بڑی بڑی مونچھوں والا شخص آیا اور حضرت شیخ محترم کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا اور آپ نے اسے مشرف بہ اسلام کیا پھر آپ نے دو شہادتیں لے کر اس کے سر اور مونچھوں کے بال کاٹ دیئے اور یک طاقیہ (جبہ) پہنا کر اس کا نام محمد رکھا اور موجودہ افراد کو اطلاع دی کہ "میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ میں نے اس شخص کو آج سے متوفی کا قائم مقام بنا دیا ہے"۔ جس کو حاضرین نے بسر و چشم قبول کیا' اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا ابھی کچھ دور نہ چلے تھے کہ بغداد کے دروازے پر پہنچ گئے تو دروازہ پہلے کی طرح خود بخود کھل گیا اور ہم مدرسہ میں جا پہنچے۔ پھر میں نے اگلے روز قسمیہ طور پر مجبور کر کے آپ سے اس واقعہ کی وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ "اس جگہ کا نام جہاں ہم گئے تھے نہاوند ہے وہ چھ افراد عظیم تر ابدال ہیں اور کراہنے والا ساتواں آدمی بیمار تھا جس کی موت کا وقت قریب آ جانے کی وجہ سے مجھے وہاں جانے کا حکم ہوا تھا۔ میں نے قسطنطنیہ کے ایک نصرانی کو اس بیمار کی جگہ مقرر کر کے توبہ کا حکم دیا تو اس نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آج سے اس کا نام بھی ابدالین میں ہو گا۔ اسی اثناء میں اس بیمار کا انتقال ہو گیا اور جو شخص اندر سے مردے کو اٹھا کر نکلے تھے وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے' جنہوں نے اس کی تجہیز و تکفین کی ہو گی"۔ یہ وضاحت فرما کر حضرت شیخ نے مجھے ان کی زندگی میں یہ واقعہ بیان نہ کرنے کا وعدہ لیا۔ یوں تو آپ کے

اوصاف و کمالات لاتعداد ہیں جن کے بیان کے لئے ایک وقت اور تحریر کے لئے ایک دفتر درکار ہے' کتابچہ ہذا کے قلیل صفحات ان کی تحریر و بیان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ عالم عقیدت میں آپ کو''غوث الاعظم''اور''پیر دستگیر'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ آپ کو''گیارہویں والا پیر'' بھی کہتے ہیں اور قمری سال کے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ کی فاتحہ دلانا بھی آپ کی خوشنودی کا باعث ہے کیونکہ دعوت کرنا محبت کی دلیل اور تعلق خاطر میں اضافہ کا پیش خیمہ ہوتا ہے' پھر سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت جس میں حضرت ممدوح خود بھی موجود ہوتے ہیں جیسا کہ آپ کے اس واقعہ سے روز روشن کی طرح نمایاں ہے کہ:۔

آپ کا ہر عقیدت مند کے ہاں موجود ہونا

ایک روز آپ پہلو کے ایک درخت کے سائے میں تشریف فرماتے اور خدمت عالی میں چند خدام اور ارادت مند بھی حاضر تھے کہ ایک عقیدت مند آیا اور آپ کو شام کے کھانے کی دعوت دے کر چلا گیا۔آپ نے اس کی دعوت کو قبول فرمالیا۔تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک اور شخص آیا اس نے بھی اسی وقت کی دعوت کے لئے عرض کیا۔اسے بھی آپ نے قبول فرمایا۔اسی طرح چند آدمیوں نے آ کر ایک ہی وقت کی دعوت دی جن کو آپ قبول فرماتے رہے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو پاس بیٹھے ہوئے ایک خادم کے دل میں خیال آیا کہ حضور کی ذات تو ایک ہی ہے اور ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں سے کئی آدمیوں کی دعوت بھی آپ نے قبول فرمالی ہے' یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ایک ہی وقت میں سب جگہوں پر تشریف لے جائیں۔اس کے دل میں یہ خیال آنا تھا کہ آپ کو اتقو بفراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ کے مصداق یہ نگاہ کشف معلوم ہو گیا تو مسکراتے ہوئے اس خادم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔''اپنی آنکھیں بند کرو''۔اس نے آنکھیں بند کرلیں تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ اس درخت کے ہر پتے پر بنفس نفیس جلوہ افروز ہیں تو آپ نے فرمایا۔''دیکھا ہم اس طرح اپنے ہر عقیدت مند میزبان کے گھر پہنچ کر تکمیل عہد کرتے ہیں''۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تبحر علمی

آپ ظاہری و باطنی علوم اور لغوی و معنوی کمالات کے خزینہ تھے۔آپ کی خدمت میں دنیائے اسلام کے ہر شہر سے استفتاء آیا کرتے جن پر آپ کی آخری رائے طلب کی جاتی تھی' آپ فقہی مسائل میں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مسلک پر فتوی دیا کرتے تھے۔

صاحب بہجۃ الاسرار علامہ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ مجتہد فی المذہب تھے اور کبھی شافعی مسلک اور کبھی حنبلی مسلک پر اجتہاد کرتے تھے' یہ مشہور ہے کہ آپ حنبلی مسلک پر تھے چونکہ امام احمد بن حنبل بھی بغداد میں مقیم رہے اور آپ کا مقبرہ بھی بغداد ہی میں ہے۔ اس لئے ان کی تعلیمات کا اثر زیادہ تھا' یہی وجہ ہے کہ بغداد میں حنبلی علماء کی اکثریت تھی۔

شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سید العارفین حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی اور شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے

لئے حاضر ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ بہ نفس نفیس اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لا کر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو سینے سے لگایا اور ایک اعلیٰ خلعت پہنائی اور کہا کہ عبدالقادر! لو اللہ تعالیٰ نے علم شریعت' علم طریقت' علم حال اور علم فعل الرجال آپ کے سپرد کر دیئے ہیں۔ صاحب بہجتہ الاسرار نے یہاں ایک بہت عجیب اور نکتہ آفرین واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عراق کے علماء کی طرف سے ایک فتوی آیا۔ عراق وعجم کے علماء وفصحاء جس کا جواب دینے سے قاصر و عاجز تھے۔ صورت مسئلہ یہ تھی کہ "کیا فرماتے ہیں علمائے سادات اس انسان کے بارے میں جس نے اس شرط پر اپنی بیوی پر تین طلاق کی قسم کھائی ہے کہ اگر وہ ایسی عبادت خداوندی کرے جس میں ساری کائنات ارضی میں اس کا اس وقت کوئی شریک نہ ہو سکے۔ ایسے حالات میں اسے کون سی عبادت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ نہ کر سکے تو کیا اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی"۔

اس استفتاء پر آپ نے فوراً جواب تحریر فرمایا کہ "وہ شخص فوری طور پر مکہ مکرمہ جائے' مطاف کو خالی کرا لیا جائے اور وہ تنہا طواف کرے اس طرح اس پر قسم واقع نہیں ہوگی"۔

یہ ہے آپ کا علم شریعت میں تبحر علمی جس کے سبب عراق وعجم کے بڑے بڑے جید علماء وفصحاء آپ کے حلقہ بگوش ہونے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کو علم طریقت وعلم حقیقت میں بھی طرہ امتیاز حاصل تھا۔ جس کے نتیجے میں مشائخ عظام آپ کے حضور دم بخود تھے۔ آپ کے علمی و باطنی کمالات کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل چکی تھی' شاہ وگدا' امیر وغریب' اپنے بیگانے اور خواص وعوام سب آپ کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند ہوئے اور شب وروز بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر آفتاب غوثیت کی نورانی کرنوں سے اپنے قلوب واذہان کو منور کرتے تھے۔ آخر چراغ طریقت وحقیقت کا یہ درخشندہ آفتاب نوے سال تک احباب واغیار کے دلوں اور ذہنوں کو انوار معرفت سے جگمگاتا اور ماحول کی ظلمتوں کو کافور کراتا ہوا گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ ہجری کو پردۂ برزخ کی طرف چلا گیا۔ آپ کے مزار مبارک پر سر کی جانب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قطعہ تحریر ہے۔

پادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

اور قدموں کی جانب یہ قطعہ لکھا ہے۔

ایں خواب گاہ حضرت غوث الثقلین است
نقد کمر حیدر و نسل حسنین است
مادرش حسینی نسب است و پدر او
اولاد حسن یعنی کریم الابوین است

آپ کی یاد میں ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو آپ کی روح اقدس کے ایصال ثواب کے لئے دعوت

عام اور تبلیغ و اشاعت اسلام کی محافل منعقد کی جاتی ہیں اور بارگاہ غوثیت میں محبت و عقیدت کے نذرانے پیش کئے جاتے ہیں۔

غوث اعظم امام التقی و النقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام
قطب و ابدال و ارشاد و رشد الرشاد
محی دین و ملت پہ لاکھوں سلام

گیارہویں شریف کی حقیقت

اکابر بزرگان دین کا پسندیدہ معمول

گیارہویں شریف غوث الاغیاث، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے طریقہ کا ایک نام ہے۔ مسلمانان عالم کی اکثریت یعنی سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے مقتدر علماء کرام اور مشہور مشائخ عظام پھر ان میں سے ہر سلسلہ کے بزرگ سے تعلق رکھنے والے جملہ مسلمانان خواہ قادری ہو یا نقشبندی، چشتی ہوں یا سہروردی کئی صدیوں سے اس محبوب و مقبول عمل کو کرتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ علامہ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم نے اپنے سردار امام و عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یوم عرس (گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔ ماثبت السند ۱۲۷ پر ہی شیخ محقق فرماتے ہیں ''شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو گروہ اولیاء میں مرتبہ بلند اور پایہ ارجمند رکھتے تھے ربیع الثانی کی ۱۰ (گیارہویں شب) کو حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس کرتے تھے (اخبار الاخیار شریف ۲۴۲)۔

گیارہویں شریف کی ابتداء

اس امر میں بزرگان دین و مشائخ عظام کا معمول اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک گیارہویں شریف سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا معمول تھا اور بعض کے نزدیک یہ آپ کا عرس شریف ہے جو آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کے عقیدت مند جلیل القدر مشائخ کیا کرتے تھے۔ جو اتنا محبوب و مقبول ہوا کہ آج مسلمان اس عمل خیر کے ذریعہ بارگاہ غوثیت مآب سے فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں۔ علامہ امام یافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گیارہویں شریف حضور سرور کائنات فخر موجودات ختم رسل مختار کل ﷺ کا عرس مقدس ہے جو حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی ظاہری زندگی میں خود کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب ''قرۃ الناظر و خلاصۃ المفاخر'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ بود۔ ارشاد شد کہ اصل یازدہم ایں بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ۔ مسلم پیغمبر ﷺ کردہ بودند آن نیاز اں چناں مقبول و مطبوع افتاد کہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم فاتحہ رسول خدا ﷺ مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث، تقلید دے یازدہم مے کردند آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت

محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں در یاز دہم مے کنند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفتہ ہم ربیع الثانی است۔

حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ گیارہویں شریف کی اصل یہ تھی کہ سیدنا غوث الاعظم ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو حضور نبی کریم ﷺ کا چالیسواں کرتے تھے۔ وہ چالیسواں لوگوں میں اتنی مقبولیت حاصل کر گیا کہ آپ نے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور ﷺ کا ختم شریف مقرر کر دیا۔ پھر اس کے بعد دوسرے لوگ بھی آپ کی اتباع میں گیارہویں تاریخ کو حضور نبی کریم ﷺ کا ختم دلانے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں مشہور ہو گئی۔ اب حضور غوث پاک کا عرس بھی گیارہویں کو ہوتا ہے حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع الثانی ہے۔

سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور ''نور الانوار'' کے مصنف ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ملا محمد اپنی کتاب ''وجیز الصراط'' کے صفحہ ۸۳ پر رقمطراز ہیں۔ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرمایا ہے''۔ بعض بزرگان دین نے آپ کی تاریخ وصال بھی گیارہ ربیع الثانی لکھی ہے جیسے کہ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نزہۃ الخاطر الفاتر کے صفحہ ۲۱ پر یہی لکھا ہے۔ ''گیارہویں شریف ایک کار خیر ہے'' گیارہویں شریف نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت موکدہ ہے بلکہ کار خیر ہے۔ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اور بزرگان دین کا معمول ہے جس کا عامل خیر و برکت حاصل کر لیتا ہے اور نہ کرنے والے پر کچھ مواخذہ نہیں۔

گیارہویں شریف شریعت کے آئینے میں

حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے امتیازی کمالات میں آپ سے منسوب ایصال ثواب کی تقریب گیارہویں شریف کو ایک خاص شہرت اور مقبولیت حاصل ہے۔ سینکڑوں سالوں سے امت مسلمہ کے جلیل القدر علماء و مشائخ اور سلاسل طریقت سے وابستہ لاکھوں اہل ایمان اسے اپنا معمول سمجھتے ہیں اور حصول خیر و برکت کے لئے اس کے انعقاد کو مستحسن خیال کرتے ہیں۔ اولیائے عظام میں سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ کا عرس ہر مہینے پورے اہتمام کے ساتھ دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں منایا جاتا ہے۔ علماء و مشائخ اور عامۃ المسلمین کے عمل کے پیش نظر گیارہویں شریف کے مستحسن ہونے پر وہ حدیث پاک شاہد ہے۔ جس میں ارشاد ہوا ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ''جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہوتی ہے'' گیارہویں شریف منانے والے علماء و مشائخ میں سے کوئی بھی اس کی فرضیت اور وجوب کا قائل نہیں اور نہ ہی اس کا اہتمام نہ کرنے والوں کے خلاف کوئی فتویٰ صادر کیا گیا ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ اس تقریب سعید کا انعقاد کرنے والوں پر شرک و بدعت کا الزام لگانے والوں سے ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے وہ دین کی کیا خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اسلام کا کون سا قلعہ تعمیر کر رہے ہیں۔ ہم نہایت حوصلے اور سنجیدگی

سے ایسے حضرات کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اہل ایمان پر شرک و بدعت کی تیغ بے نیام چلانے کی بجائے غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانے کی جدوجہد کریں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں' شاید ہماری گذارشات پر منصفانہ غور کرنے سے ان کی غلط فہمی دور ہو جائے۔

ایصال ثواب کی حقیقت

جیسا کہ ارباب علم و دانش جانتے ہیں۔ گیارہویں شریف ایصال ثواب کی ایک تقریب ہے اور یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ ایصال ثواب جائز ہے۔ عبادات مالیہ کا ایصال ثواب تو بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ عبادات بدنیہ کا ایصال ثواب اکثر علمائے امت کے نزدیک جائز ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ایصال ثواب کی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ وبخشیدن ثواب عمل بدنی کے را جائز است و اکثر علماء بر آن تندہ در عبادت مالیہ باتفاق جائز است'' اور کسی کو بدنی عمل کا ثواب بخشنا جائز ہے اور اکثر علماء اسی پر ہیں اور مالی عبادت میں کسی کو ثواب بخشنا بالاتفاق جائز ہے''۔ عبادت مالی اور عبادت بدنی کے ایصال ثواب کے ثبوت پر ہم دو حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ پہلے عبادت مالی کے ایصال ثواب والی حدیث ملاحظہ ہو۔ عن سعد بن عبادة انه قال یارسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقه افضل قال الماء قال فحفر بئرا وقال هذه لام سعد ''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) امیری والدہ فوت ہوگئی ہے پس اس کے لئے کس چیز کا صدقہ افضل ہے؟ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا پانی۔ پس انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کے لئے ہے''۔ اس حدیث پاک سے عبادت مالی کا ایصال ثواب واضح طور پر ثابت ہوا اور یہ کہ کار ثواب کی نسبت کسی بندے کی طرف کردینا جائز ہے اور اس سے کوئی شرک و بدعت لازم نہیں آتی۔

اب عبادت بدنی کے ایصال ثواب کے بارے میں حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔ عن صالح بن درهم یقول انطلقنا حاجین فاذا رجل فقال لنا الی جنبکم قربه یقال لها الابله قلنا نعم قال من بضمن لی منکم ان یصلی فی مسجد العشار رکعتین او اربعا و یقول هذه لابی هریره ''حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے تو ایک مرد (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) نے ہم سے کہا تمہارے شہر کی جانب ابلہ نامی ایک بستی ہے؟ ہم نے کہا ہاں کہنے لگا تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ میرے لئے مسجد عشاء میں دو یا چار رکعت نفل پڑھے اور کہے کہ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے ہیں''۔

اس حدیث سے بدنی عبادت کا ایصال ثواب واضح طور پر ثابت ہے اس پر مستزاد یہ کہ ایک زندہ فرد دوسرے زندہ انسان کے لئے بھی نوافل بہ طور ہدیہ وثواب پڑھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی مقام کا کسی خاص فرد سے منسوب کرنا بھی حدیث پاک کی رو سے ثابت ہے۔ چنانچہ کنوان کا ام سعد سے منسوب کرنا مستلزم شرک و بدعت نہیں' اسی طرح بعض ہدیا کا حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ خواجہ غریب نواز اور دیگر اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم سے منسوب کرنا بھی حدیث پاک کی رو سے جائز ہے۔

حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی وصیتیں

وصیت کرتا ہوں میں تمہیں:۔

- اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی
- اس کی اطاعت کرنے کی
- شرع ظاہر کے لزوم کی
- سلامتی قلب کی
- سخائے نفس کی
- بشاشت چہرہ کی
- بذل مال کی
- اذیت رسانی سے باز رہنے کی
- دوسروں کی ایذائیں برداشت کرنے کی
- فقر کی
- مشائخ کے احترام کی
- انسانوں کے ساتھ خوش رہنے کی
- خورد و کلاں کی خیر خواہی کی
- ترک خصومت کی
- نرمی برتنے کی
- ایثار کو لازم سمجھنے کی
- ذخیرہ اندوزی سے باز رہنے کی
- کفار بے دینوں سے شیر و شکر نہ ہونے کی
- دین و دنیا میں ایک دوسرے کی معاونت کی

حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ اور طریقت و تصوف

فرمایا اللہ تعالیٰ کے طالب کو چاہئے کہ ادائے فرائض کے بعد تقریب الی اللہ کی جستجو کرے اور اپنے اوپر اذکار و افکار و اشغال کو جن کی طاقت رکھتا ہو لازم کرے اور یہ خیال کرے اس کا ہر قول و فعل اس کی حرکت و سکون' اس کا اٹھنا بیٹھنا' اس کا سونا جاگنا' اس کا رونا ہنسا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ محبت الٰہی ہے اور محبت الٰہی کا نتیجہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ میرا قرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اس کا دل بن جاتا ہوں جن سے وہ سمجھتا ہے اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں' اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ پس جو شخص اس پر عمل کرنا چاہے وہ صبح و شام ذکر کیا کرے اور دنیوی امور میں انہماک کے باعث غافلوں سے نہ بنے۔

فرمایا تمام اذکار سے بہتر لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے اس پر زیادہ تر مداوت کرے۔ روزانہ صبح و شام اور تہجد کی نمازوں کے بعد ذکر کرے۔ فرمایا جسم کی تمام کدورتوں سے دل کو صاف کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق اختیار کرنے اور خلق اللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کو تصوف کہتے ہیں۔ صوفی وہ ہے جو نفس کی

برائیوں سے پاک وصاف ہو۔ مخلوقات میں سے کسی کے ساتھ اس کے قلب کو آرام نہ ملے۔ طبع کی مالوف چیزوں کو ترک کرنے والا ہو۔ نیز فرد صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خداوند تعالیٰ کا مقصد جانے اور دنیا کا مقصد چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

ولی کے بارہ خصائل

آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص میں جب تک ذیل کی ۱۲ خصلتیں نہ پائی جائیں اسے اس وقت تک ولایت کی مسند پر بیٹھنا ہرگز جائز نہیں وہ بارہ خصلتیں یہ ہیں:۔

۱۔ دو خصلتیں اللہ تعالیٰ سے سیکھے۔ عیب پوشی اور رحم لی۔

۲۔ دو خصلتیں جناب سرور کائنات ﷺ سے سیکھے۔ شفقت ورفاقت۔

۳۔ دو خصلتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ راستی اور راست گوئی۔

۴۔ دو خصلتیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ ہر ایک کو نیک بات بتلانا اور برائی سے روکنا۔

۵۔ دو خصلتیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ مساکین کو کھانا کھلانا اور شب بیداری۔

۶۔ دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سیکھے۔ عالم بننا اور شجاعت وجوانمردی اختیار کرنا۔

ضرورت عمل

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ اس کی اطاعت میں ہمیشہ کوشاں رہو۔ ظاہر شرع کو لازم پکڑو۔ سینہ کو حسد وکینہ سے پاک کرو۔ فقر ودرویشی اختیار کرو۔ خدا کی یاد سے ایک دم کے لئے بھی غافل نہ ہو۔

اسم اعظم اللہ ہی ہے

آپ نے فرمایا کہ اسم اعظم اللہ ہی ہے مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے جبکہ پڑھنے والے کے قلب میں بجز اللہ کے اور کچھ بھی نہ ہو۔ عارف کا بسم اللہ کہنا ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا کن کہنا اللہ در من قال فرمایا یہ وہ کلمہ ہے جو اندوہ اور اندیشہ کا ازالہ کرتا ہے۔ رنج ومحن اور فکر وغم کو دور کرتا ہے۔ زہر کو تریاق سے بدل ڈالتا ہے۔ اس کلمہ کا نور عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ مظہر عجائب ہے۔ اللہ کی قدرت بلند ہے۔ اللہ کی بارگاہ مستحکم ہے۔ اللہ بندوں کے حال سے مطلع ہے۔ اللہ دل کا محافظ ہے۔ اللہ سرکشوں کو مغلوب کرنے والا ہے۔ اللہ تمام زبردستوں کو زیر کرنے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادت ہے۔ اللہ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی حفاظت ونگہبانی میں ہے۔ جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا۔ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے۔ جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ سے انسیت رکھتا ہے جو اغیار کو خیر باد کہہ دیتا ہے اس کے اوقات خدا تعالیٰ کے ساتھ گذرتے ہیں۔ تم خدا تعالیٰ کو تسلیم ورضا سے یاد کرو وہ تمہیں بہترین حال سے یاد کرے۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ تم اسے شوق

ومحبت سے یاد کرو وہ تمہیں وصال وقربت سے یاد کرے گا۔ تم اسے حمد وثنا سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے احسانات وانعامات سے یاد کرے گا۔ تم اسے توبہ سے یاد کرو وہ تمہیں اپنی بخشش ومغفرت سے یاد کرے گا۔ تم اسے دعا سے یاد کرو وہ تمہیں عطا سے یاد کرے گا۔ تم اسے غفلت کے بغیر یاد کرو وہ تمہیں مہلت کے بغیر یاد کرے گا۔ تم اسے ندامت سے یاد کرو وہ تمہیں کرامت سے یاد کرے گا۔ تم اسے معذرت سے یاد کرو وہ تمہیں مغفرت سے یاد کرے گا۔ تم اسے خلوص سے یاد کرو وہ تمہیں خلاصی سے یاد کرے گا۔ تم اسے تنگدستی میں یاد کرو وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے صدق سے یاد کرو وہ تمہیں رزق سے یاد کرے گا۔ تم اسے تعظیم سے یاد کرو وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا۔ ولذکر الله اکبر یقیناً اللہ کا ذکر بڑا ہے۔ فرمایا اسم اعظم کی برکت سے دنیا کی ہر مصیبت دور ہو جاتی ہے اور ہر آرزو پوری ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے امر و نہی کی پابندی کے بارے میں فرمایا۔ ''صاحبزادے! تو دنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اڑانے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ کی ناراضگیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل، تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول الله کہہ لینے پر قناعت کر لی حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز یعنی عمل کو نہ ملائے گا کہ بتا تیرا کوئی گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے احکام کا ماننا اور ممنوعات سے باز رہنا۔ مصیبتوں پر صبر کرنا اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا، یہ اس دعویٰ کے گواہ ہیں اور یہ اللہ کو اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے۔ چونکہ کوئی قول بغیر عمل کے اور کوئی عمل بغیر اخلاص کے اور بغیر سنت کی موافقت کے مقبول نہیں ہوتا۔ سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے طہارت، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کو طریقت کی روشنی میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

طریقت کی طہارت

سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت دو قسم کی ہے ایک ظاہری دوسری باطنی۔ ظاہری طہارت کے لئے توبہ، تلقین، صفائی قلب اور اہل طریقت کی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، جب نجاست وغیرہ خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو کرنا لازمی ہے جیسا کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تازہ وضو کیا اللہ تعالیٰ نے اسکے ایمان کو تازہ کیا۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ وضو پر وضو نور علیٰ نور ہے لہذا جب برے افعال اور اخلاق رذیلہ مثلاً تکبر، غرور، حسد، کینہ، غیبت، بہتان اور جھوٹ وغیرہ کے باعث باطنی وضو فاسد ہو جائے تو اس کی تجدید کا طریقہ یہ ہے کہ ان باطنی وضو کے مفسدات یعنی مذکورہ گناہوں سے سچی توبہ کرے اور معصیت پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے ہر دن اور ہر رات کے لئے ظاہری وضو کا وقت ہے مگر باطنی وضو دائمی ہے انتہائے عمر تک۔

طریقت کی نماز

فرمایا نماز شریعت کے لئے دن اور رات میں پانچ اوقات مقرر ہیں اور سنت کا طریقہ یہ ہے کہ یہ نماز بغیر ریا اور تصنع کے مسجد میں قبلہ رخ ہو کر امام کے پیچھے باجماعت ادا کی جائے اور نماز طریقت دائمی نماز ہے اس کے لئے تمام عمر درکار ہے اس کی مسجد قلب ہے۔ اس کی جماعت تمام قوائے باطنی کامل کر باطنی زبان سے اسمائے توحید کے ذکر میں مشغول ہونا ہے۔ اس کا امام قلب کے اندر جذبہ شوق ہے اور اس کا قبلہ

حضرت احدیت اور جمال صمدیت یعنی قبلہ حقیقت ہے۔ قلب و روح دونوں ہمیشہ اس نماز میں مشغول رہیں۔ عارف کی حجابی کیفیت اٹھ جاتی ہے اور بارگاہ احدیت میں اس کو حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ پھر وہ ان مقربان الٰہی کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے جن کے حق میں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں۔

طریقت کا روزہ

شریعت کا روزہ یہ ہے کہ دن میں کھانے پینے سے بالکل پرہیز کیا جائے اور طریقت کا روزہ یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں اپنے اعضاء کو شب و روز محرمات و ممنوعات سے اور دیگر برائیوں سے مثلاً تکبر وغیرہ سے باز رکھے۔ اگر وہ افعال ذمیمہ میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو گا تو اس کا روزہ طریقت باطل ہو جائے گا۔ شریعت کے روزے کا وقت مقرر ہے لیکن طریقت کا روزہ دائمی تمام عمر کے لئے ہے۔

طریقت کی زکوٰۃ

شریعت کی زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو کمائی کرے جب وہ نصاب کو پہنچے تو اس میں سے ہر سال وقت مقررہ پر جو مال از روئے شرح نصاب جمع ہو اس کو شریعت کے احکام کے مطابق مستحق لوگوں میں تقسیم کر دے اور طریقت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اخروی کمائی سے فقرائے دین اور مساکین اخروی (جن کے پاس آخرت کے لئے عمل نہیں ہے) میں تقسیم کیا جائے۔

طریقت کا حج

شریعت کا حج یہ ہے کہ شرائط و فرائض کے ساتھ حج بیت اللہ کیا جائے حتیٰ کہ حج کا ثواب حاصل ہو جائے اگر شرائط کی ادائیگی میں کوئی نقص واقع ہو جائے تو ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور حج فاسد ہو جاتا ہے۔ اس حج کی شرائط یہ ہیں۔ احرام باندھنا' مکہ معظمہ میں داخلہ' طواف قدوم' وقوف عرفات' مزدلفہ میں رات گزارنا' منیٰ میں قربانی کرنا' بیت الحرام میں دخلہ طواف کعبہ سات چکر' آب زمزم پینا مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھنا۔ ان شرائط کے ساتھ حج ادا کرنے کے بعد دو باتیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں۔ اس حج کی جزا دوزخ سے رہائی اور اللہ تعالیٰ کے قہر سے امان پانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فمن دخله كان امنا کہ جو اس میں داخل ہوا امان میں ہوا۔ سب سے آخر میں طواف صدر ہے (جس کو طواف وداع بھی کہتے ہیں) اور پھر وطن کو واپسی ہے۔

طریقت کے حج کے لئے زادراہ اور سامان سفر یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی صاحب تلقین (پیر کامل) کے ساتھ نسبت پیدا کر کے اس سے تلقین حاصل کرے۔ پھر زبان کے ساتھ دائمی ذکر کرے اور اس کی حقیقت اور مقصد کو سامنے رکھے اور ذکر سے مراد کلمہ توحید کا زبانی ذکر ہے۔ اس کے بعد جب دل زندہ ہو جائے تو باطنی ذکر الٰہی میں مشغول ہو حتیٰ کہ پہلے صفاتی اسماء کے دائمی ذکر سے تصفیہ باطن کرے تاکہ کعبہ سر اللہ تعالیٰ کے جمال صفاتی کے انوار کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کو حکم دیا کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔ ظاہری کعبہ کا صاف ستھرا کرنا مخلوقات میں سے ان لوگوں کے لئے ہے جو طواف

کرنے والے ہیں اور باطنی کعبہ کی صفائی خالق کے قرب کے لئے ہے۔اس ذات پاک کا جلوہ دیکھنے کے لئے نہایت بہترین اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ کعبہ باطن کو ماسوائے اللہ سے پاک کیا جائے۔احرام روح قدسی کے نور سے ہے۔پھر کعبہ قلب میں داخلہ اس کے بعد طواف قدوم اسم ثانی یعنی اسم اللہ کا دائمی ذکر ہے پھر عرفات قلب (جو موضع مناجات ہے) کی طرف روانگی اور اس میں وقوف اس طریقہ سے کہ تیسرا اسم یعنی ھو اور چوتھا اسم یعنی حق کا ذکر پابندی کے ساتھ کیا جائے پھر مزدلفہ میں آئے جس سے مراد فواد (یعنی باطنی دل) ہے اور پانچویں اور چھٹے اسماء یعنی حی اور قیوم کو جمع کرے۔پھر منیٰ یعنی مقام سر کی طرف توجہ کرے جو مابین حرمین ہے اور ان دونوں کے مابین وقوف کرے پھر ساتویں اسم یعنی قہار کے دائمی ذکر سے نفس مطمئنہ کی قربانی کرے کیونکہ یہ اسم باعث فنا اور حجاب کفر کو دور کرنے والا ہے۔جیسا کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔کفر اور ایمان عرش کے ورے دو مقام ہیں جو بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان حجاب ہیں۔ایک ان میں سے سیاہ ہے' دوسرا سفید۔نفس مطمئنہ کی قربانی کرنے کے بعد سر منڈانے کا عمل ہے۔اس سے مراد روح قدسی کو آٹھویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ صفات بشری سے پاک صاف کرنا ہے۔اس کے بعد نویں اسم کو لازم پکڑے اور حرم سر میں داخل ہو جائے پھر اس مقام میں رسائی حاصل کرے۔جہاں اعتکاف والوں کو اپنی بصیرت سے دیکھے اور دسویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ مقام قرب اور انس میں اعتکاف کرے پھر بلا کیف و تشبیہ اس بلند شان والے پروردگار کے جمال کا نظارہ کرے۔اس کے بعد اسماء الاصول سے گیارھواں اسم اور چھ اسما فروعات یعنی ساتھ اسماء کو لازم پکڑے اور ان کے دائمی ذکر سے طریقت کے حج کا طواف مکمل ہو گیا۔پھر مقام قرب میں بارھویں اسم کے پیالے سے بدست قدرت شراب طہور پینا ہے۔جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وسقاھم ربھم شرابا طھورا یعنی ان کو ان کے پروردگار نے پاکیزہ شراب پلائی۔اس کے بعد حجاب دوئی اٹھ جاتا ہے اور اس ذات غیر فانی کو اسی کے نور کے واسطے سے بے حجابانہ دیکھنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنی ہے جو حدیث قدسی میں فرمایا۔اہل قرب کو وہ بات حاصل ہوتی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان سے سنی اور نہ ہی اس کا خیال کسی بشر کے دل میں آیا۔اس کے بعد طواف صدر (وداع) ہے جو جملہ اسماء کی تکرار سے حاصل ہوتا ہے پھر وطن اصلی کی طرف واپسی سے مراد عالم قدس اور عالم احسن تقویم کی طرف مراجعت ہے۔یہ مقام بارھویں اسم کے دائمی ذکر سے حاصل ہوتا ہے اور جو معاملہ اس سے آگے ہے بیان سے باہر ہے جیسا محبوب کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ علوم میں سے ایک علم ایسا ہے جو بہت پوشیدہ ہے جس کو سوائے علمائے ربانی کے کوئی نہیں جانتا۔جب وہ اس کے ساتھ کلام کرتے ہیں تو اہل عزت اس کا انکار نہیں کرتے۔عارف علم کی تہ کو پہنچتا ہے اس کا کلام اس کے حال کے مطابق ہوتا ہے۔عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔جس کو اس کا غیر نہیں جانتا (سرالاسرار)۔

چند فرامین حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ

☆ جو شخص نفس کی اصلاح چاہے وہ نفس سے جہاد کرے یہاں تک کہ نفس کی برائی دور ہو جائے۔نفس کا کلیتہ شر ہی شر ہے۔جب وہ مشقت میں ڈالا جائے۔اس کی مخالفت کی جائے گی۔اطمینان والا ہو

جائے گا اور کلیتہً خیر ہی خیر ہو کر تمام عبادتوں کے کرنے اور تمام گناہوں کو چھوڑ دینے میں موافقت کرنے والا ہو جائے گا۔

☆ تم اس کے ساتھ نزول مصیبت پر ایک ساعت صبر کرو بیشک اللہ تعالیٰ فتح و مدد کے ساتھ صابر لوگوں کے ساتھ ہے۔ قلب کی درستگی اور آراستگی اللہ تعالیٰ پر تقوی اور پرہیز گاری' خوف اور توکل و اقرار وحدانیت اور اخلاص فی العمل کے ساتھ ہے۔ اے اللہ ہمارے تمام اعضاء کو اپنی اطاعت و عبادت میں مشغول کر دے اور ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے ساتھ منور کر دے اور ہمیں زندگی بھر رات دن اپنے مراقبے میں مشغول رکھ۔ ان نیک بندوں کے ساتھ ملانا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں اور ہم کو ویسا ہی رزق و حصہ دے جیسا ان کو دیا اور ہمارے واسطے بھی ایسا ہی ہو جیسا کہ تو ان کا ہو گیا۔ آمین۔

☆ مومن زندہ ہے اور کافر مردہ وحدانیت کا اقرار کرنے والا زندہ ہے اور شرک کرنے والا مردہ۔

☆ جب تو توبہ کرے تو اپنے ظاہر و باطن دونوں سے توبہ کر توبہ تیرے قلب کے لباس کا پلٹ دینا ہے۔ تو اپنے قلب کی چادر کو پلٹ دے اور گناہوں کے لباس کو خالص توبہ (توبۃ النصوح) سے مزین کر۔ قالب (یعنی بدن) کے لئے بھی عمل ہے اور قلب کے لئے بھی عمل۔ قلب جب سببوں کے میدان سے اور مخلوق کے ساتھ تعلق سے نکل جاتا ہے تو توکل اور معرفت کے دریا میں سوار ہوتا ہے اور علم الٰہی کے دریا میں غوطہ زنی کرتا ہے اور سب کو چھوڑ دیتا ہے اور مسبب الاسباب یعنی اللہ تعالیٰ کو طلب کرتا ہے۔

☆ جب غیرت الٰہی آتی ہے وہ غیرت الٰہی ان لوگوں اور آخرت کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور تکوین آخرت کے قائم مقام کر دی جاتی ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ طالبان حق نہ دنیا کے حاجت مند رہتے ہیں نہ آخرت کے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
اولیاء راہست قدرت از الہ
تیر جستہ بازمی آردز راہ

☆ ایمان قول و عمل دونوں کا نام ہے۔ جب تو گناہ کرتا رہے گا' لغزشوں اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں مبتلا رہے گا اور ان سب امور پر اصرار کرے گا' گناہ کئے جائے گا' نماز' روزہ' زکوۃ' حج' صدقہ اور افعال خیر چھوڑ دے گا تو تیرا دعویٰ ایمان قبول نہ کیا جائے گا۔ نہ وہ تجھے نفع دے گا۔ محض کلمہ شہادت بغیر عمل تجھے کیا نفع دے گا جب تو نے کلمہ توحید کہا بیشک تو مدعی بن گیا تجھ سے کہا جائے گا۔ اے مدعی تیرے پاس دعویٰ کے گواہ ہیں۔ کون گواہ ہیں؟ اس دعویٰ کے گواہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کا بجالانا ممنوعات و منہیات سے باز رہنا۔ آفتوں پر صبر کرنا اور تقدیر کے سامنے سر جھکانا ہیں۔ یہی اس دعویٰ کے گواہ ہیں اور عملوں کے قبول ہونے کے لئے اخلاص شرط ہے۔

☆ قلب کی نورانیت حق تعالیٰ کے نور سے ہے اور اسی واسطے جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سچے

مومن کی دانائی اور شناخت سے ڈرو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اے فاسق تو سچے ایماندار سے ڈر اور اس کے پاس ایسی حالت میں نہ جا کہ تو اپنی گناہوں کی نجاست میں لتھڑا ہوا ہو کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے تیری اس حالت کو جس میں تو مبتلا ہے دیکھتا ہے اور مومن تیرے شرک اور نفاق کو دیکھتا ہے۔ شان فقر زہد قلب میں ہے اولاً سچا عاشق صوف (یعنی جامہ تصوف) اپنے باطن کو پہناتا ہے پھر وہ اس کے ظاہر کی طرف سے بڑھتا ہے پھر قلب کو پھر اپنے نفس کو پھر اپنے ظاہری اعضاء کو۔ پھر جب تک وہ سراپا صوف پوش ہو کر نیک بن جاتا ہے' تو اس کی طرف رافت و رحمت اور احسان کا ہاتھ آتا ہے۔

☆ اپنے رزق اور حصوں کو زہد کے ہاتھوں سے کھانہ کہ رغبت کے ہاتھ سے۔ جو شخص کہ کھانے اور روئے وہ اس شخص کی مانند نہیں ہوتا جو کہ کھائے اور ہنسے۔ تو اپنے مقسوم رزق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے قلب کو مشغول رکھ کر کھا۔ تو اس حالت میں یہ تحقیق رزق کی خرابی سے محفوظ رہے گا۔

☆ تم احترام کے ساتھ مسجدوں کی حاضری اور محبوب کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے کو لازم پکڑو۔ بے شک حاکم کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آسمان سے آگ اترے تو سوائے اہل مساجد کے اس سے کوئی نجات نہ پائے۔ جب تم ادائے نماز میں سستی کرنے لگو گے تو تمہاری نمازیں حق تعالیٰ سے منقطع ہو جائیں گی اور اسی واسطے محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ زیادہ نیکی بندہ کی اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ہوتی ہے جب وہ سجدہ گزاری میں ہوتا ہے۔ اے فقیر تو غنا (امیر) کی آرزو مت کر ہو سکتا ہے وہ غنا تیری ہلاکت کا سبب ہو اور اے بیمار تو عافیت وصحت کی آرزو نہ کر ہو سکتا ہے کہ وہ صحت تیری ہلاکت کا سبب ہو۔ عاقل بن اپنے ثمر (نتیجہ) کی حفاظت کر انجام محمود ہوگا۔ جو امر مقدر تیرے ساتھ ہے اسی قدر پر کفایت کرے اور اس پر زیادتی نہ کر۔ راضی برضا رہو۔

☆ تیری زبان مسلم ہے لیکن تیرا قلب مسلم نہیں۔ تیرا قول مسلمان ہے فعل مسلمان نہیں۔ تو جلسوں میں انجمنوں میں مسلمان ہے خلوت میں مسلمان نہیں۔ تو منافق ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے والا۔ ابھی تو اپنے افعال واقوال اور خراب و ناکارہ مقاصد سے توبہ کر۔

☆ محبوب کریم ﷺ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق علم عمل کو پکارتا ہے اگر عالم نے اس کو قبول کیا عامل بنا تو بہتر ورنہ علم چلا جاتا ہے۔ اس کی برکت چلی جاتی ہے اور اس کی حجت باقی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے علم کا تیرے لئے شفاعت کرنا چلا جاتا ہے اور تیری حاجتوں میں علم کا تم سے کام دینا منقطع ہو جاتا ہے' اس کا مغز چلا جاتا ہے اور چھلکا باقی رہ جاتا ہے اس لئے کہ مغز علم' عمل ہے۔

☆ مردان الٰہی جان رحمت ﷺ کی نیابت میں مخلوق الٰہی کو احکام الٰہی بتاتے۔ منہیات سے روکتے ہیں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر ان کا کام ہے۔ حقیقۃً مالک دو جہاں ﷺ کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی تربیت اپنے کلام وحی سے فرماتا ہے اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی تربیت اپنی حدیث سے جو کہ الہام قلبی ہے۔ بہ تحقیق اولیاء اللہ انبیاء کرام کے وصی۔ خلیفہ اور غلام ہیں۔

☆ یقین والے مسلمان عارف باللہ کی دو ظاہری آنکھیں ہوتی ہیں اور دو باطنی آنکھیں۔ وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے زمین والی مخلوق کو دیکھتا ہے اور باطنی آنکھوں سے آسمان والی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ پھر اس کے قلب سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بلا تشبیہ و بلا کیفیت کے دیکھتا ہے۔ مقرب الٰہی اور محبوب بن جاتا ہے اور محبوب سے کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی۔ دوزخ سے فرمان الٰہی ہوگا تو سلامتی سے ٹھنڈی ہو جا کہ تجھ پر سے میرے ایماندار بندے جو میرے لئے اخلاص کرنے والے میری طرف رغبت کرنے والے اور میرے غیر سے نفرت کرنے والے ہیں پر امن گذر جائیں۔

☆ جلدی نہ کر جو کام عجلت میں کرتا ہے خطا کرتا ہے۔ یا اس سے قریب ہو جاتا ہے اور جو تاخیر سے سمجھ کر کام کرتا ہے صائب ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ اس کے روبرو ادب کرنے والے ہیں وہ اس کے سامنے کسی قسم کی حرکت نہیں کرتے اور نہ ایک قدم اٹھاتے ہیں۔ جب تک ان کے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صریح اجازت نہ ملے نہ وہ مباح چیزوں میں سے کوئی چیز کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں۔

☆ حاکم کائنات ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی کے لئے بھلائی کا دروازہ کھول دیا جائے' جو عمارت تم نے توڑ ڈالی ہے اس کو تعمیر کرو۔ جو چیز تم نے ناپاک کر لی تھی اس کو دھو ڈالو۔ جس کو تم نے فاسد کر دیا ہے اس کی اصلاح کر لو۔ جس کو تم نے گدلا کر لیا ہے اس کو صاف کر لو۔ پھر وہ چیزیں جو تم نے دوسرے سے لے لی ہیں ان کو واپس کر دو۔ پھر تم اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف اپنی گریز و نافرمانی سے رجوع کر لو۔

☆ کامل نہ بن کامل آدمی ہمیشہ محروم رہتا ہے اور اس کے گریبان میں ندامت ہوتی ہے تو اپنے اعمال کو اچھا بنا۔ محبوب کریم ﷺ سے مروی ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں اچھا کھیت بوئے گا۔ بھلائی کرے گا وہ قابل رشک ہوگا اور جو برائی کرے گا وہاں ندامت اٹھائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے ایسی شرم و حیاء کرو جو حیاء کا حق ہے۔ تم غفلت نہ کرو' تمہارا زمانہ ضائع ہو رہا ہے' تم اپنی چیزوں کے جمع کرنے میں مشغول ہو جسے کھا نہ سکو گے اور ایسی چیزوں کی آرزو کر رہے ہو جسے پا نہ سکو گے اور ایسی عمارتیں بنا رہے ہو جس میں رہ نہ سکو گے۔ یہ سب چیزیں تمہیں مقام رب تعالیٰ میں قیام کرنے سے روک رہی ہیں۔ اللہ عزوجل کے ذکر نے عارفوں کے قلوب میں ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور ان کا ذکر کل کے ذکر کو بھلا رہا ہے۔ جب یہ امور کامل ہو جائیں تو جنت ہی جائے قرار ہے جو کہ موعود ہے اور نقد جنت دنیا میں احکام تقدیری پر راضی رہنا اور قلب کی اللہ تعالیٰ سے نزدیکی اور ان سے مناجات اور حائل پردوں کا درمیان سے اٹھا دینا ہے۔

☆ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویدار بن گیا۔ آیا تجھے اس کی خبر نہیں کہ محبت کے لئے چند شرطیں ہیں:۔

•• اپنے اور غیر کے معاملات میں اللہ کی موافقت کرنا۔

•• ماسوئی اللہ کے کسی کی طرف سکون نہ کرنا۔

•• اور اللہ ہی سے انس پکڑنا اور اس کے ساتھ رہنے سے وحشت نہ پکڑنا۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت

کسی بندہ کے دل میں قرار پکڑتی ہے وہ بندہ اس کے ساتھ انس پکڑ لیتا ہے اور ہر اس چیز کو دشمن سمجھتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کے انس سے روکے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی بندگی کر تو حقیقی بندگی اور سچی غلامی حاصل کر اور اپنے تمام کاموں میں کفایت اختیار کر۔ اللہ ہی کو کافی سمجھ تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام ہے اسی کی طرف واپس ہو اور اسی کی طرف سر جھکا دے۔ پست ہو جا اس کے حکم کی بجا آوری کے ساتھ اور اس کے منع کئے ہوئے کام سے باز رہنے کے ساتھ اور اس کے مقدرات پر تب تیری بندگی و غلامی تیرے آقا کے لئے پوری ہو جائے گی اور اس کی طرف سے تجھے کفایت نصیب ہو گی۔

☆ تم زیارت قبور اور صلحا کی طرف آمد و رفت اور نیک کام کرنے کو لازم پکڑو۔ یقیناً تمہارا کام درست و راست ہو جائے گا۔ تمہارے دین کی بربادی چار چیزوں سے ہے:۔

- یہ کہ تم علم پر جسے سیکھا ہے عمل نہیں کرتے۔
- یہ کہ جس کا علم نہیں اس پر عمل کرتے ہو۔
- یہ کہ جس کو تم جانتے نہیں ہو اسے حاصل نہیں کرتے جاہل کے جاہل رہتے ہو۔
- یہ کہ تم دوسروں کو تعلیم سے روکتے ہو۔

☆ تم جب مجالس ذکر میں آتے ہو تو تمہاری حاضری صرف سیر و تفریح کے لئے ہوتی ہے نہ علاج کی غرض سے اور تم واعظ کے پند و نصائح سے اعراض کرتے ہو اور اس کی خطا و لغزشوں پر نگاہ رکھتے ہو اور استہزاء کرتے ہو اور ہنستے کھیلتے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے سروں سے قمار بازی کرتے ہو' بے طور سے سر کو حرکت نہیں دیتے۔ تم اس سے توبہ کرو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مشابہت نہ کرو اور جو کچھ سنو اس سے نفع لو۔ نصیحت حاصل کرو۔

☆ جب بندہ اپنی غفلتوں کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک دم بڑھ جاتا ہے اور اس کی محبت بندے کی طرف بہت قدم بڑھاتی ہے تو اس کا زہد دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے۔ اس کو قرب بادشاہ' سلطنت و امارت سب دوست رکھنے لگتے ہیں۔ اس کا ذرہ پہاڑ بن جاتا ہے' اس کا قطرہ دریا ہو جاتا ہے' اس کا تارا چاند اور اس کا چاند سورج' اس کی تھوڑی سی چیز بہت' اس کا عدم وجود اس کی فناء بقاء ہو جاتی ہے' اس کی حرکت ثبات و سکون ہو جاتی ہے' اس کا درخت بلند ہو جاتا ہے اور عرش تک اونچا ہو جاتا ہے اور جڑ زمین تک اور اس کی شاخیں دنیا و آخرت پر سایہ ڈالتی ہیں۔ یہ شاخیں ٹہنیاں کیا ہیں؟ حکم و علم۔ اس کے نزدیک دنیا مثل انگوٹھی کے حلقہ کی ہو جاتی ہے۔ نہ دنیا اس کو اپنا مملوک بنا سکتی ہے اور نہ آخرت اس کو مقید کر سکتی ہے۔ کوئی بادشاہ اور کوئی غلام اس کا ملک نہیں ہوتا نہ کوئی دربان اس کو روک سکتا ہے نہ کوئی پکڑنے والا اس کو پکڑ سکتا ہے نہ کوئی کدورت اس کو مکدر کر سکتی ہے۔ جب مرتبہ کامل ہو جاتا ہے تو یہ بندہ مخلوق کے ساتھ ٹھہرنے اور ان کا ہاتھ پکڑنے (بیعت لینے) اور ان کو بجر دنیا سے چھڑانے کے قابل و صالح بن جاتا ہے۔

☆ جب تو دین داروں سے میل جول کرے گا اور ان سے دوستی پیدا کرے گا تو تیرے دونوں ہاتھ اور

تیرا قلب مستغنی ہو جائے گا۔ارشاد محبوب کریم ﷺ ہے کہ تم اپنے امور چھپانے کے ساتھ مدد لیا کرو، اپنے امور کو خلق سے چھپاتے رہو۔ولی اللہ ہمیشہ اپنی ضرورت کو چھپاتا رہتا ہے۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔مسلمان ایماندار مسلمان کا آئینہ ہے۔مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی ونصیحت میں سچا۔اس پر ان باتوں کو ظاہر کر دیتا ہے جو اس پر مخفی ہوتی ہیں اور اس کی خوبیوں اور برائیوں کو جدا جدا کر دیتا ہے اور اس کو اس کی نفع رساں اور نقصان دہ چیزیں بتا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ذوالجلال اور اس کی مخلوق پر تکبر وغرور کو چھوڑ دو۔اپنے مرتبہ کو پہچانو اور اپنے نفوس میں تواضع پیدا کرو تمہاری ابتدا ایک نجس نطفہ ہے۔

☆ اگر تجھے دنیا کے غموں سے فارغ وخالی ہونے کی قدرت ہے تو اسے کر گذرو ورنہ دل سے حق عزوجل کی طرف دوڑ جا اور اس کے دامن رحمت سے لپٹ جا یہاں تک کہ تیرے دل سے دنیا کا غم نکل جائے۔وہ ہر شے پر قادر ہے اور ہر شے کا جاننے والا ہے اور ہر شے اس کے قبضہ میں ہے تو اس کے دروازے کو پکڑ لے اور یہ سوال کر کہ وہ تیرے دل کو اپنے غیر سے فارغ کر دے اور اس کو ایمان اور معرفت الٰہی اور علم سے بھر دے اپنی مخلوق سے مستغنی کر دے اور تجھ کو یقین عطا فرمائے اور وہ تیرے قلب کو اپنے ساتھ انس دے۔اپنے غیر سے غیر مانوس کر دے اور وہ تیرے تمام اعضا کو اپنی اطاعت میں مشغول کر دے۔تو ہر چیز اس سے طلب کر۔تو اپنے جیسی مخلوق کی طرف نہ جھک بلکہ تیرا جھکنا محض اللہ کے ساتھ اور اسی کے واسطے ہے۔

☆ اعمال کی بنیاد توحید اور اخلاص پر ہے۔جس کو توحید واخلاص نہ ہو اس کا کوئی عمل نہیں۔اولاً توحید و اخلاص کے ساتھ اپنے عملوں کی بنیاد مضبوط کر اس وقت عملوں کی عمارت اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت کی مدد سے بنا نہ ساتھ اپنی طاقت وقوت کے کہ یہ تو غیر معتبر ہے۔توحید کا ہاتھ ہی عمارت بنا سکتا ہے نہ شرک ونفاق کا ہاتھ۔موحد ہی ایسا ہوتا ہے کہ جس کے علم کا چاند بلند ہو۔تم صبر کرو دنیا سرتاپا آفتوں اور مصیبتوں کا مجسمہ ہے اور اس کے سوا دنیا سے کچھ شاذونادر ہی ہے۔دنیا کی کوئی نعمت ایسی نہیں جس کے پہلو میں مصیبت وغم نہ ہو۔اس کی کوئی خوشی ایسی نہیں جس کے ساتھ رنج نہ ہو۔اس کی کوئی فراخی ایسی نہیں جس کے ساتھ تنگی نہ ہو۔دنیا کو پیٹھ دے کر شرع کے ہاتھوں دنیا سے اپنا حصہ تقدیری لیتے رہو۔یہ تحقیق دنیا سے حصہ حاصل کرنے کا یہی علاج ہے۔

☆ اپنی خواہش اپنی طبیعت اور اپنے شیطان کو الگ کر کہ تجھ کو خدا مل جائے گا۔

☆ اپنی روزی کے فکر میں مت پڑ کہ جتنا تو اس کی تلاش کرتا ہے اس سے بدرجہا زیادہ وہ تجھ کو ڈھونڈتی ہے۔

☆ اپنی طبیعت اور خواہش اور اپنے شیطان سے جدائی اختیار کر کہ ان کی طرف جھکے بھی مت۔جب یہ ثابت ہو جائے تو اپنے بدہم نشینوں میں عداوت قائم کر اور جب تک وہ تیری حالت میں تیرے موافق نہ بن جائیں تو ان سے دوستانہ مت کر۔

☆ اپنی مرضی کے کھانے صاحب خانہ سے طلب نہ کرے اس سے اس کو تکلیف اٹھانی پڑے گی۔بلکہ جو

کچھ وہ پیش کردے اسی پر قناعت کر۔

☆ اپنی آرزو کو تاہ میں حرص میں کمی کر۔ ایسی نماز پڑھ جیسی (دنیا سے) رخصت ہونے والا پڑھا کرتا ہے۔

☆ اپنے اور اس کے درمیان سے (مخلوق) کے واسطوں کو اٹھا دو۔ کیونکہ تمہارا ان واسطوں کے ساتھ پڑا رہنا ہوس ہی ہوس ہے۔

☆ اپنے باطن کو صوف پہنا اس کے بعد اپنے قلب کو پھر نفس کو پھر اپنے بدن کو۔

☆ اپنے قلب سے دنیا (کی محبت و تعلق) سے باہر نکل آ تا کہ آخرت میں داخلہ نصیب ہو۔

☆ اپنے قلب کو دنیا سے عریاں کر اور اس کو بھوکا پیاسا رکھ یہاں تک کہ حق تعالیٰ ہی اس کو پہنائے' کھلائے اور پلائے۔

☆ اپنے قلب کو ذکر اللہ کے قریب لا اور مرنے کے بعد جی اٹھنے کا دن اس کو یاد دلا۔

☆ اپنے قلب کی اصلاح کرلو کیونکہ قلب ہی ایسی چیز ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو سارے حالات سنور جاتے ہیں۔

☆ اپنے کنبہ اپنے مال اپنے شہر اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو چھوڑ اور اپنے قلب کو ان سے باہر نکال (کہ حقوق معاشرت سب کے ادا ہوں مگر دل کسی سے نہ لگے) سب کو چھوڑ اور حق تعالیٰ کے دروازہ کی طرف چل۔

☆ اپنے معاملہ میں فکر کر اور اپنے نفس میں وہ ثابت کر جو تجھ میں موجود نہیں ہے۔

☆ اپنے معبود سے طبیعت طلب کرو۔ جو تمہارے قلوب کی بیماریوں کا علاج کرے معالج طلب کرو جو تم کو دوائی دے اور راہبر طلب کرو جو تم کو راستہ بتائے اور تمہاری دستگیری کرے۔

☆ اپنے نفس کو توحید کی شمشیر سے مارو اس کے (مقابلہ کے) لئے توفیق کا خول پہن' مجاہدہ کا نیزہ اور تقویٰ کی ڈھال اور یقین کی تلوار ہاتھ میں لے کر کبھی نیزہ بازی ہو اور کبھی تلوار کے وار۔ برابر ایسا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ وہ تیرے سامنے سر جھکائے اور تو اس پر بری و بحری سفر کرے۔ پس اس وقت تیرا پروردگار تیرے سبب فخر فرمائے گا۔

☆ اپنے آپ کو احوال اور اعمال پر مغرور ہونے سے بچا۔ کیونکہ یہ (دل کا نور) بجھانے والی اور اپنے صاحب کو حق تعالیٰ کی نظروں سے گرا دینے والی چیز ہے۔

☆ اس شئے کو چھوڑ جس نے تجھ کو خوار بنایا۔ جو تیرا ہے وہ ضرور تیرے پاس پہنچ جائے گا اور جو دوسرے کا ہے وہ تجھ کو نہیں ملے گا۔

☆ اس کی صحبت اختیار کر جو تیرے نفس کے جہاد پر تیری اعانت کرے نہ کہ اس کی جو تیرے مقابلہ میں نفس کی اعانت کرے۔

☆ اسباب کو قطع کر اور ارباب کو ترک کر کہ یقیناً واصل ہو جائے گا اور جو کچھ چھوڑے گا وہ سامنے آجائے گا کہ وہاں ہر کا کھانا بھی طباق میں موجود ہے اور طبیعت بھی محبوب کے مکان اور قریب کے

گھر میں موجود ہے۔

☆ اسی کو چاہ جو تجھے چاہتا ہے' اسی کو طلب کر جو تجھے طلب کرتا ہے۔ اسی سے محبت کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اسی کا مشتاق بن جو تیرا مشتاق ہے۔

☆ اصل راحت دیدارِ حق میں ہے نہ کہ جنت میں' وہی تھا پہلے ہر چیز سے وہی موجود کرنے والا ہے ہر شے کا اور وہی ہوگا ہر چیز کے بعد۔

☆ اقوال اور افعال سب میں اللہ والوں کا اتباع کرو۔ ان کے خادم بنو اور اپنے جان و مال سے ان کا قرب حاصل کرو کہ جو کچھ بھی تم ان کو دو گے۔ وہ ان کے پاس تمہارے لئے جمع رہے گا کہ کل (قیامت کے دن) وہ اس کو تمہارے حوالے کریں گے۔

☆ اگر تجھ کو علم ہوتا کہ دنیا تیرے ٹکڑے کر رہی ہے تو کبھی اس کو نہ مانگتا۔

☆ اگر تو خدا سے اتصال چاہتا ہے تو اس کے سوا ہر متصل چیز کو قطع کر اور اپنے آپ سے اور جملہ ماسوئی اللہ سے رخ پھیر لے۔

☆ اگر تو فلاح چاہتا ہے تو اپنے دل سے مخلوق کو نکال دے' نہ ان سے خوف رکھ اور نہ ان سے توقع اور نہ ان سے مانوس ہو۔

☆ اگر تو آخرت چاہتا ہے تو دنیا کا چھوڑنا ضروری سمجھ اور اگر حق تعالیٰ کو چاہتا ہے تو حظوظ (خواہ دنیا کے ہوں یا آخرت و جنت کے) اور جملہ مخلوق کو چھوڑنا لازم سمجھ کہ یقیناً حق تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔

☆ اگر دیکھو کہ رنج و غم اور بے چینیوں کا دل میں اجتماع ہے تو تم سمجھو کہ تم اللہ کے قضا و قدر پر معترض ہو اللہ کے وعدہ کو جھوٹا جانتے ہو تم کو اس پر اعتماد نہیں جو تمہارے اور مخلوق کے متعلق وہ کرتا ہے۔

☆ اللہ اس طرح کہو کہ قلب میں کوئی دوسرا نہ ہو (اس وقت اثر ظاہر ہوگا)۔

☆ اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہو اور جو خود ہی اس سے جاہل ہے وہ کیونکر اس کا راستہ بتا سکتا ہے۔

☆ اللہ کی زمین میں جو شخص بیگانہ خلق ہوتا ہے تو شیطان اس کے قلب کے سامنے مطیع بنا ہوا اور مشکیں بندھا ہوا آیا کرتا ہے۔ جب تک تو خدا کا ذاکر رہے گا تو محبّ کہلائے گا۔ جب تو سننے لگے گا کہ وہ تیرا ذکر کر رہا ہے تو محبوب کہلائے گا۔ جب تو زبان سے اس کا ذکر کرے گا تو تائب کہلائے گا اور جب قلب سے اس کا ذکر کرے گا تو سالک کہلائے گا اور جب اپنے باطن سے اس کا ذکر کرے گا تو عارف کہلائے گا۔

☆ اللہ والوں کا غلام اور ان کے (پاؤں کے نیچے کی) زمین اور ان کا حاضر باش خدمت گار بن جا۔ پس جب ہر وقت تو اس حالت پر رہے گا تو سردار بن جائے گا۔ جو شخص حق تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے سامنے جھکتا ہے حق تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں رفعت بخشتا ہے۔

☆ اللہ والوں کا غلام بن کر دنیا اور آخرت ان کی خادم بن جاتی ہیں۔ جس وقت بھی وہ (ان سے کچھ لینا) چاہتے ہیں باذن خداوندی لے لیتے ہیں۔

☆ اللہ والوں کی صحبت اختیار کر کیونکہ ان کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب کسی پر نظر اور توجہ ڈالتے ہیں تو اس کو (روحانی) حیات بخشتے ہیں کہ جس طرف نظر ڈالی اگرچہ وہ یہودی یا عیسائی یا مجوسی بھی ہو تو مسلمان ہو جاتے ہیں۔

☆ اللہ والوں کے قلوب کے طرف قرب کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ بجز پانچ نمازوں اور آدمیت و بشریت کے لقب اور کوئی چیز ان کو مخلوق کے ساتھ جمع نہیں کرتی۔

☆ اللہ والے ہی عقلمند ہیں جنہوں نے کہہ دیا کہ ہم اپنے دنیوی مقسوم نہ راستہ میں کھائیں گے نہ اپنے گھروں میں ہم تو بس اسی کے پاس کھائیں گے۔ اہل زہد جنت میں کھائیں گے اور اہل معرفت خدا کے پاس کھاتے ہیں حالانکہ ہیں دنیا میں۔

☆ ان لوگوں سے میل جول ترک کر جو تجھ کو دنیا کی رغبت دلائیں اور ان کی ہم نشینی تلاش کر جو تجھ کو اس سے بے رغبت بنائیں۔

☆ انسان سے جو کچھ اچھائی برائی سرزد ہوتی ہے وہ لقمہ کی وجہ سے ہوتی ہے حلال لقمہ اچھائی پیدا کرتا ہے اور حرام لقمہ برائی۔

☆ انکساری اختیار کرو۔ نخوت والے نہ بنو۔ انکسار بلند کیا کرتا ہے اور نخوت نیچا دکھاتی ہے۔

☆ کسی کو جائز نہیں کہ اس کی قضا و قدر سے اس پر حجت لانے لگے (کہ جب ہمارے تقدیر میں یہی لکھا ہے تو ہم اس کے کرنے میں معذور ہیں) کیونکہ اس کو ہر قسم کے تصرف اور حکم کا اختیار ہے۔

☆ اول حق تعالیٰ کو اپنے قلب سے یاد کر اس کے بعد دوسرے نمبر پر اپنے قالب سے۔ اپنے قلب سے اس کا ذکر ہزار مرتبہ کر اور زبان سے ایک مرتبہ۔

☆ اہل اللہ کا بچا کھچا کھالو اور جو کچھ ان کے برتنوں میں بچ رہا ہے اس کو پی جاؤ۔

☆ اہل ایمان قید خانہ میں ہیں اور اہل معرفت (متوالے) بے ہوشی میں ہیں۔

☆ اہل دل کی صحبت اختیار کر و تا کہ تو بھی صاحب دل ہو جائے۔

☆ ایمان داروں کی آزمائش ہوتی ہے۔

☆ اے اپنی خواہش نفس کے جیل خانہ کے قیدی' اے بندۂ مخلوق' اے انجام سے بے خبر اور اے اپنے نقصان سے ناواقف۔ اگر تو سمجھا نہیں ہے تو اب سمجھ لے۔ موت کو یاد رکھ کہ موت یاد رکھنا ہر خوبی اور سلامتی کی کنجی ہے۔ جب تو موت کو یاد رکھے گا تو فضولیات تجھ سے دور ہو جائیں گے۔ جب تیری حرص کمزور اور آرزو کم ہو جائے گی تب تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اپنے سارے کام حق تعالیٰ کے حوالے کر دے گا (اللہ بس باقی ہوس)۔

☆ اے اپنے نفس اپنی خواہش اپنی طبیعت اپنے شیطان اور اپنی دنیا کے بندے' نہ خدا کے نزدیک تیری کچھ قدر و منزلت ہے نہ اس کے نیک بندوں کے نزدیک۔

☆ اے بھلائی سے غیر حاضر اور دنیا کے مشغلہ میں رہنے والو! قریب ہے وہ وقت کہ دنیا تم پر حملہ کرے گی اور تمہارے گلے گھونٹ دے گی اور جو کچھ تم نے اس کے ہاتھ سے لے کر جمع کیا تھا نہ وہ تمہارے

کام آئے گا اور نہ وہ لذتیں جن کے تم نے مزے اڑائے تھے بلکہ یہ ساری چیزیں تم پر وبال ہو جائیں گی۔

☆ اے توبہ کرنے والے (توبہ پر) جمارہ اور مخلص بن اور گردش حال ونزول آفات پر اپنے نفس کو جما اور اس کو خوب جتادے کہ حق تعالیٰ اس کو رات بھر جگائے گا بھی اور دن بھر پیاسا بھی رکھے گا اور اس میں اور اس کے کنبہ اور پڑوسیوں اور یار احباب اور واقف کاروں میں لڑائی بھی ڈالے گا اور ان کے دلوں میں اس کی طرف سے ناراضگی بھی واقع کرے گا کہ ان میں سے نہ کوئی اس کے پاس پھٹکے گا اور نہ قریب آئے گا۔

☆ اے دنیا سے ناواقف! اگر تو دنیا سے واقف ہوتا تو اس کا طالب نہ بنتا (اس کی تو یہ حالت ہے) اگر تیرے پاس آئے تو تجھ کو مشقت میں ڈالے اور اگر چلی جائے تو تجھ کو حسرت میں مبتلا کرے۔

☆ اے علم کا دعویٰ کرنے والے مولوی' اللہ کے ڈر سے تیرا رونا کہاں گیا' تیری طرف سے گناہوں کا اقرار کہاں گیا' شب و روز اللہ کی اطاعت میں بسر کرنا کیا ہوا' تیرا اپنے نفس کو ادب آموز نصیحت کدھر گئی؟ تیری توجہ کا پورا مرکز کرتا' عمامہ' کھانا' پینا' نکاح' مکان' دکان اور دنیا کے ساتھ تعلق ہی ہو کر رہ گیا۔ اپنی توجہ کو ان تمام چیزوں سے الگ کر۔ اگر ان میں سے کوئی چیز تیرے نصیب کی ہوگی تو اپنے وقت پر خود تیرے پاس آ جائے گی۔

☆ اے غافلو! اپنی غفلتوں سے بیدار ہو جاؤ۔ تمہارا قلب اس کی طرف ایک قدم چلتا ہے تو اس کی محبت تمہاری طرف کئی قدم چلتی ہے۔

☆ اے منافقو! خدا تمہیں برکت نہ دے تم میں کس درجہ بکثرت ہیں وہ لوگ جن کا سارا مشغلہ اپنے اور مخلوق کے درمیانی تعلق کو آباد کرنا اور اپنے اور حق تعالیٰ کے درمیانی تعلق کو ویران بنانا بنا ہوا ہے۔

☆ اے منافق! نہ تجھے اللہ والوں سے آگاہی ہے نہ ایمان سے واقفیت ہے اور نہ حق تعالیٰ سے مانوس بننے کی خبر ہے' عنقریب تو مر جائے گا اور مرنے کے بعد پشیمان ہوگا کہ ہائے کس خواب غفلت میں سوتا رہا۔ باوجود قلب کے گونگا ہونے کے تو صرف زبان کی فصاحت پر اکتفا کر بیٹھا اور یہ تیرے لئے مفید نہیں۔ فصاحت قلب کی معتبر ہے نہ کہ زبان کی۔

☆ بچو! شہوت کے ساتھ نگاہ کرنے سے کہ وہ تمہارے قلوب میں معصیت کا بیج بودے گی اور اس کا انجام نہ دنیا میں اچھا ہے نہ آخرت میں۔

☆ بچو! غیبت سے وہ نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو کھا لیتی ہے۔

☆ بسم اللہ ذکر کرنے والوں کا ذخیرہ ہے' طاقتوروں کی عزت ہے' کمزوروں کی پناہ ہے' اہل محبت کے لئے سرور ہے' روحوں کی راحت ہے' جسموں کی نجات ہے' سینوں کا نور ہے اور تمام امور کی درستی کا ذریعہ ہے۔

☆ پردے اس قلب سے اٹھائے جاتے ہیں جو برہنہ ہو چکا ہو' مخلوق سے' طبیعت سے' خواہش سے' نفس سے اور شیطان سے۔

☆ پڑوسیوں' دوستوں اور واقفیت والوں کے پاس بلا وجہ زیادہ مت بیٹھو کہ یہ بوالہوسی ہے۔ اکثر جہاں وہ آدمی ہوتے ہیں ان میں جھوٹ اور غیبت چلتی ہے۔ معصیت بھی دو ہی کے درمیان پوری ہوتی ہے (ورنہ تنہا آدمی ہر طرح محفوظ رہتا ہے)۔

☆ پس اللہ کی اطاعت کرو۔ اس کی ذات کے طالب بن کر (گویا) نہ تم پر اس کی عطا ہے نہ سزا۔

☆ تجھ کو چاہئے کہ حلال اور حرام میں امتیاز کرے اور جب خالص حلال بھی تیرے سامنے آئے اگرچہ وہ تیری کمائی کا کیوں نہ ہو تو توقف کر۔

☆ تجھ کو چاہئے کہ روحانیت والوں میں بنے تاکہ تیری حالت اہل روحانیت میں ہو اور تیرے باطن کا چراغ اور معرفت کا آفتاب اور قرب الٰہی کا ماہتاب ناپاک اور پاک میں امتیاز کرے۔

☆ تجھے دنیا میں جو مال و دولت دیا گیا۔ مصائب سے آزاد کیا گیا اور تکلیف کی جگہ راحت دی گئی تو اس سے فریب خوردہ ہو گیا۔

☆ تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے پس اس کا ہر وقت تم کو دیکھتے رہنے کا دل سے دھیان رکھنا مراقبہ ہے۔

☆ تم گونگے' اندھے اور بہرے ہو کہ تمہارے سروں میں تو کان ہیں مگر قلوب کے کان نہیں۔

☆ تم میں غالب اور کثرت سے تو وہی لوگ ہیں جو طالب دنیا ہیں اور کم ہیں وہ لوگ جو آخرت کو چاہتے ہیں اور شاذ و نادر ہیں وہ لوگ جو دنیا اور آخرت کے پروردگار کی ذات کے طالب ہیں تو انہیں کی صحبت اختیار کر' حسن ادب کے ساتھ اور نہ ان سے معاوضہ کر نہ منازعت اور نہ ان کی ہتک کر ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ ان کی شان میں گستاخی مت کر ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

☆ تمہارے حق میں سب سے بدتر چیز تمہاری شہوتیں ہیں جو دنیا کو تمہارا محبوب اور فقر کو تمہارا مبغوض بناتی اور تم کو تباہیوں سے گراتی ہیں۔

☆ توحید کی معصیت میں بندہ کے قلب کے اندر ایک ایسا راز ہوتا ہے جس پر نہ شیطان آگاہ ہوتا ہے نہ عقول اور نہ فرشتہ۔

☆ تونگری کی طلب چھوڑ دو بہت بڑے تونگر بن جاؤ گے۔

☆ تیرا اولیاء اللہ کو ذلیل سمجھنا حق تعالیٰ کی معرفت کم ہونے کے سبب ہے۔

☆ تیرا باطن حق تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کے نزدیک ظاہر ہے۔

☆ تیرا نفس تجھ سے منازعت کرے (کہ اتنا کم کیوں لایا) اور خواہشات کا طالب ہو تو اس وقت اس شخص کے حال پر نظر کر جسے ٹکڑا بھی میسر نہیں۔

☆ تیری زبان پرہیزگار ہے مگر دل بدکار' تیرا ظاہر مسلمان ہے مگر دل کافر' تیرا بیرون موحد ہے مگر باطن مشرک' تیرا زہد ظاہر میں ہے تیرا دین ظاہر میں ہے لیکن تیرا باطن خراب ہے جیسے بیت الخلاء پر قلعی۔ مومن اول اپنا باطن آباد کرتا ہے پھر ظاہر کو بناتا ہے۔ جیسے مکان بنانے والا پہلے اندر کا حصہ بناتا ہے پھر اندرونی تعمیر سے فارغ ہو کر دروازہ بناتا ہے۔

☆ تیری غفلت کی علامت یہ ہے کہ اہل غفلت ہی کی محبت تجھ کو نصیب ہے۔

☆ جاہل اپنے چہرہ کی آنکھ سے دیکھا کرتا ہے اور صاحب عقل شخص اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور صاحب معرفت اپنے قلب کی آنکھ سے دیکھا کرتا ہے جو عقل اور چشم ظاہری کی طرح جسم و دماغ کی محتاج نہیں ہے بلکہ مستقل اور (گویا ایک مجسم) عالم ہے جو ساری مخلوق کو اس کا لقمہ بنالیتا ہے۔ پس سب اس میں غائب ہو جاتے ہیں کہ ان کے نزدیک حق تعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی۔ پس اس وقت وہ کہتا ہے کہ "وہی اول' وہی آخر' وہی ظاہر اور وہی باطن"۔

☆ جب بندہ کے قلب سے مخلوق نکل جاتی ہے اور اس میں سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں رہتا تو حق تعالیٰ جس طرح بھی چاہتا ہے اسے اپنے آپ کو دکھا دیتا ہے اور اس کے قریب آجاتا ہے۔

☆ جب تک تو اپنے نفس کے ساتھ رہے گا تو مخلوق کو نہ پہچان سکے گا اور جب تک مخلوق کے ساتھ رہے گا تو حق تعالیٰ کو نہ پہچان سکے گا۔ جب تک تو دنیا کے ساتھ ہے آخرت سے واقف نہ ہوگا اور جب تک آخرت کے ساتھ رہے گا تو آخرت کے پروردگار کو نہ دیکھ سکے گا۔

☆ جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا ہرگز فلاح نہ پائے گا۔ مخلوق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر اور چاہئے کہ اسی کے دروازہ قرب کی چوکھٹ پر پڑا رہے (تاکہ) محبت و قرب کے ہاتھ تجھ کو کھینچ لے۔

☆ جب تک دنیا کی محبت تیرے دل میں رہے گی صالحین کے احوال میں کچھ بھی تو دیکھ نہ سکے گا۔

☆ جب تو اپنے نفس سے تنہائی اختیار کرے گا تب تیرا قلب تجھ سے باتیں کرے گا۔

☆ جب تو ایمان مضبوط کرلے گا تو خانہ معرفت تک پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد علم لدنی کی وادی پھر اپنی اور مخلوق کی ہستی سے فنائیت کی وادی پر پہنچے گا اور اس کے بعد خدا کے ساتھ ہستی ہوگی نہ کہ اپنے ساتھ اور نہ مخلوق کے ساتھ۔

☆ جب تو حق تعالیٰ پر اعتماد کرلے گا اور خلوت و جلوت میں اس سے ڈرتا رہے گا تو وہ تجھ کو رزق پہنچائے گا ایسی جگہ سے جہاں تیرا گمان بھی نہ جائے گا تو (مال جمع کرنا) چھوڑ' وہ خود تجھ کو عطا فرمائے گا۔

☆ جب تو خلوت میں بیٹھا درآنحالیکہ مخلوق تیرے قلب میں (گھسی ہوئی) ہے تو حق تعالیٰ کے ساتھ انسیت کی موجودگی کے بغیر تو محض تنہا بیٹھا ہوا ہے (جو بے سود ہے) بلکہ نفس اور شیطان اور خواہش تیری ہم نشیں ہیں (کہ نفع چھوڑ کر نقصان پلے باندھ رہا ہے) جب تیرا قلب حق تعالیٰ سے مانوس ہوگا تو اگرچہ اپنے بال بچوں اور کنبہ قبیلہ میں بھی ہو پھر بھی مخلوق سے جلوت ہی میں ہوگا۔ جب انس تیرے قلب میں جاگزیں ہو جائے گا تو تیرے وجود کی دیواروں کو منہدم اور تیری بصیرت کی آنکھ کو بینا بنادے گا۔ پس تو حق تعالیٰ کے فضل اور فعل کو دیکھے گا اور دوسروں کو چھوڑ کر اس سے راضی ہوگا۔

☆ جب تو علم کی کوئی بات سنے گا اور اس پر عمل کرے گا اور اسے دوسروں کو سکھائے گا تو تجھے دو ثواب ملیں گے۔ ایک ثواب سیکھنے کا دوسرا ثواب سکھانے کا۔

☆ جب تو مولیٰ کے ساتھ خلوت رکھنے کا ارادہ کرے تو اپنے وجود اور اپنی تدبیر سے خالی ہو جا۔

☆ جب تیرا کام ہو جائے گا اور حق تعالیٰ تیرے قلب کو اپنا مقرب بنا لے گا تب وہ تجھ کو دنیا میں بے رغبت اور آخرت میں بارغبت بنا دے گا اور تو اپنا نام قرب پروردگار کے دروازہ پر لکھا ہوا پائے گا کہ "فلاں بن فلاں اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ بندوں میں سے ہے۔ پس یہ (وہ لکھت) ہے جس میں نہ تغیر و تبدل ہوتا ہے نہ کمی بیشی۔ پس اس وقت اپنے پروردگار کے لئے تیرا شکر اور اس کے سامنے اطاعات اور نیک کاموں کا کرنا تیرا بڑھ جائے گا اور باوجود اس کے اپنے قلب کے ہاتھ سے خوف کو مت چھوڑ اور اس کی قدرت کو کمزور نہ سمجھ (کیونکہ اگر الٹے پاؤں لوٹا کر ملعون بنا دے تو کون ہے کہ اس کا ہاتھ روک لے) اور اس کا ارشاد پڑھ کہ اللہ مٹا دیتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور قائم رکھتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور اسی کے پاس اس کی اصل لکھت ہے"۔

☆ جب حق تعالیٰ کی محبت بندہ کے قلب میں جم جاتی ہے تو غیر کی محبت اس کے قلب کا ظاہر و باطن اور صورت و معنی سب اسی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

☆ جب حق تعالیٰ کے ساتھ تیری خلوت صحیح ہو جائے گی تو تیرا باطن مدہوش اور قلب صاف ہو جائے گا۔

☆ جب قلب درست ہو جاتا ہے تو خدائے قدیم وازلی دائم وابدی کے سوا سب بھول جاتا ہے۔ اس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ جب قلب درست ہو جاتا ہے تو جو بات بھی اس سے نکلتی ہے وہ ٹھیک اور حق ہوتی ہے کہ کوئی کرنے والا اس کو رد نہیں کر سکتا۔

☆ جب قلب میں درستی نہیں تو وہ حیوانوں کا سا قلب ہے کہ محض صورت ہے بلا معنی ہے اور خالی برتن ہے جس میں کوئی چیز بھی نہیں۔ گویا درخت بلا ثمر، قفس بالا طائر، مکان بلا مکیں اور ایسا خزانہ ہے جس میں دینار و درہم اور جواہرات سب کچھ ہیں۔ مگر کوئی خرچ کرنے والا نہیں ہے اور جسم بلا روح جیسے وہ اجسام جو مسخ ہو کر پتھر بن گئے کہ صورت ہے اور اندرون کچھ بھی نہیں۔

☆ جب کوئی اس کی اطاعت چھوڑ بیٹھتا ہے تو وہ معرفت کو اس کے قلب سے چھینتا نہیں بلکہ اس کو اس کے قلب میں قائم رہنے دیتا ہے تا کہ بروز قیامت اس کے ذریعہ سے اس پر الزام قائم فرمائے اور کہے کہ میں نے تجھ کو اپنی معرفت سے ممتاز کیا اور وہ تجھ کو عطا کر کے تجھ پر فضل فرمایا پھر تو نے اپنی آگاہی پر عمل کیوں نہ کیا؟

☆ جس پر دنیا کا کوئی اثر باقی ہو اس کو مناجات الٰہی کی شیرینی مل نہیں سکتی۔ کیونکہ اللہ اور اس کی محبوب چیزوں کی دنیا ضد ہے۔

☆ جس شخص کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور یقین جم جاتا ہے وہ قیامت کے سارے معاملات جن کی حق تعالیٰ نے خبر دی ہے قلب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ دیکھتا ہے جنت اور دوزخ کو اور جو کچھ راحتیں اور تکلیفیں ان میں ہیں سب کو۔

☆ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کی طرف سے مخلوق کے دروازے بند کر دیتا ہے اور ان کی عطا کو اس سے روک دیتا ہے اور اس طرح اس کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔

☆ جو احمق کی صحبت اختیار کرے وہ بھی احمق اور احمق وہ ہے جو حق تعالیٰ سے واقف نہ ہو کہ آخرت چھوڑ

کر دنیوی زندگی پر راضی ہو بیٹھے۔

☆ جو اللہ سے واقف ہو جاتا ہے وہ اس سے حالات کی کثرت کا طالب نہیں ہوا کرتا۔

☆ جو حق تعالیٰ کا طالب ہوتا ہے وہ نہ اس کی جنت کا خواہاں ہوتا ہے اور نہ اس کی دوزخ سے ڈرتا ہے بلکہ صرف اس کی ذات چاہتا اور اس کی دوری سے خائف رہتا ہے۔

☆ جو دنیا کا ہو رہا حق تعالیٰ اس کو دنیا کے حوالے کر دے گا۔

☆ جو شخص اللہ کی بات مانتا ہے تو اللہ اس کی بات مانتا ہے اور جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے اللہ اپنی ساری مخلوق کو اس کا مطیع بنا دیتا ہے۔

☆ جو شخص ایک رات بیمار رہے درآنحالیکہ وہ حق تعالیٰ سے راضی اور جو تکلیف اس نے نازل فرمائی ہے اس پر صابر ہو تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا باہر نکل آتا ہے جیسے اس دن (بے گناہ تھا) جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

☆ جو شخص تم میں عقلمند ہوگا وہ نہ دنیا پر خوش ہوگا نہ اولاد اور متعلقین اور اموال اور کھانے پہننے کی چیزوں اور سواریوں اور بیویوں پر کیونکہ یہ سب ہوس ہے۔

☆ جو شخص رخصت کا پابند ہوتا اور عزیمت کو چھوڑتا ہے اس کا دین برباد ہو جانے کا اس پر اندیشہ ہے۔ عزیمت مردوں کے لئے ہے کیونکہ وہ خطرناک اور دشوار اور تلخ شے کا اختیار کرتا ہے (جس کی ہمت مرد ہی کر سکتے ہیں) اور رخصت بچوں اور عورتوں کے لئے ہے۔ اس لئے کہ اس میں سہولت زیادہ (اور ضعیفوں کے لئے سہولت ہی شایان ہے)۔

☆ جو شخص فقر اور فقراء کو محبوب رکھے بغیر جناب محبوب کبریاء ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

☆ جو شخص فلاح کا طالب ہو اس کو چاہئے کہ مشائخ کے قدموں کے نیچے کی زمین بن جائے۔

☆ جو عارف ہے وہ گویا مرنے کے بعد زندگی پانے والا ہے کہ فنا کے بعد بقا حاصل کر چکا ہے۔

☆ جو کچھ بھی حسین صورتیں تجھ کو نظر آ رہی ہیں اور ان کو تو محبوب سمجھتا ہے' یہ سب ناقص محبت ہے۔ جس پر تجھ کو سزا دی جائے گی۔ صحیح محبت جس میں کبھی تغیر نہ آئے وہ اللہ عزوجل کی محبت ہے۔

☆ جو کوئی بھی اپنی رائے پر مستغنی ہوا ہے وہ گمراہ بنا' ذلیل ہوا اور لغزش کھائی ہے۔

☆ جو منافق ہوتا ہے وہ زبان کا طرار اور قلب کا گونگا ہوتا ہے۔

☆ جہاد باطن جہاد ظاہر سے زیادہ سخت ہے۔

☆ حق تعالیٰ اپنے اولیاء کو آزماتا رہتا ہے تاکہ ان کو صاف بنائے۔

☆ حق تعالیٰ اپنے محبین کو دنیا کے ساتھ ایک لحظہ بھی نہیں چھوڑتا۔

☆ حق تعالیٰ جو تم سے محبت کرتا ہے وہ تمہارا حاجت مند ہونے کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ صرف تم پر شفقت کے سبب کرتا ہے پس وہ تجھ کو محبوب بناتا ہے تیرے ہی نفع کے لئے نہ کہ اپنے نفع کے لئے۔ تیرا اس کی اطاعت میں رہنا جو اس کو پسند ہے تو اس لئے پسند ہے کہ اس کا نفع تجھ کو پہنچے گا۔ تجھ پر لازم ہے جو ذات تجھ کو تیرے ہی لئے چاہتی ہے اس پر متوجہ اور مشغول رہے اور جو تجھ کو اپنے لئے چاہتا ہی اس

سے رخ پھیرے۔

☆ حق تعالیٰ کا طالب بننا ایسا ہے جیسے کوئی شخص مسافر اور (محبوب کے) کوچہ میں داخل ہو کر دوست کی تلاش میں چکر لگائے کہ آخر کوچہ تک پہنچ جائے اور پھر لوٹے (اسی طرح بار بار چکر لگائے مگر) محبوب کا دروازہ نہ پہچانے اور محبوب (اس کی) اس حالت کو دیکھ رہا ہو حتیٰ کہ جب اس کی حیرانی دیکھ چکے اور محبت کا غلبہ ہو تو دفعتہً اس کی طرف نکلے اور اس کی چھاتی سے لگا کر چپٹا لے۔

☆ حق تعالیٰ کی طاعت سے کسلمند اور بے کار پڑے رہنے کا خوگر مت بن کہ وہ تجھ کو جتلائے عذاب کر دے گی۔

☆ حق تعالیٰ کی معرفت اور اس کے اولیاء کی شناخت سے جو چیز تم کو علیحدہ کئے ہوئے ہے وہ تمہاری دنیا کے ساتھ محبت' اس کی حرص اور اس کی بڑھوتری اور اس کے جمع کرنے کی خواہش ہے۔ آخرت کو پار کرو اور دنیا کو چھوڑو۔

☆ حلال کھانے سے اپنے دل کی صفائی کر۔ یقیناً حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔

☆ خواص کی موت ساری مخلوق سے مر جانا اور ارادہ اور اختیار سے مر جانا ہے۔ جس کے لئے یہ مر جانا درست ہو جاتا ہے اس کے لئے اپنے رب کے ساتھ حیات ابدی درست ہو جاتی ہے کہ اس کی ظاہری موت (برائے نام گویا) ایک لحظہ کا سکتہ' ایک لحظہ کی غشی اور ایک لحظہ کی عدم موجودگی ہے کہ ذرا (سی دیر کا) سونا ہے۔ اس کے بعد (ہمیشہ کی) بیداری ہے۔ اگر تجھ کو یہ موت طلب ہے تو معرفت و قرب اور آستانہ خداوندی پر (سر رکھ کر) سورہنے کی شراب نوشی اختیار کرتا کہ دست رحمت واحسان تجھ کو تھامے۔

☆ دعا تو بعد کے وقت ہوتی ہے اور قرب کے وقت سکوت ہوتا ہے۔ اللہ والے حق تعالیٰ کے سوا کسی کو پہچانتے ہی نہیں۔ ان سے اصحاب جدا اور ان کے قلوب سے اسباب منقطع ہو جاتے ہیں۔

☆ دعا کا جال کھڑا کر اور رضا کی طرف لوٹ (یعنی دعا مانگ' مگر ملنے اور نہ ملنے پر بہرحال راضی رہو)۔

☆ دل کی زندگی اس میں ہے کہ مخلوق کے خیال سے نکل جائے اور باطنی طور پر اللہ سے وابستہ ہو جائے۔

☆ دنیا اور آخرت ایک ساتھ قلب میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

☆ دنیا حجاب ہے آخرت کے لئے اور آخرت حجاب ہے دنیا اور آخرت کے پروردگار سے اور ساری مخلوق حجاب ہے خالق عزوجل سے۔

☆ دنیا داروں کا قرب اختیار کرنا تجھ کو حق تعالیٰ سے دور لے جائے گا۔ بہتر تیرے لئے یہی ہے کہ آخرت اور اطاعت کی طرف متوجہ رہے تاکہ نجات پائے اور دنیا کی (نعمتیں) جو تیرے مقسوم میں ہیں وہ تو جبراً قہراً تیرے پاس آ ہی جائیں گی۔

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

1 وسیلۂ محبوب ﷺ
2 گریہ محبوب ﷺ
3 عشق خیر الوریٰ ﷺ
4 اطاعت محبوب ﷺ
5 شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ
6 راحت دو جہاں ﷺ
7 لفظ ولی کا معنی و مفہوم
8 عقیدت کے پھول
9 آئینہ جمال کبریاء ﷺ
10 بنا کے مصور نے توڑا قلم
11 محبت اور علامات محبت
12 صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد
13 عشق است امام من
14 راحت دو جہاں ﷺ
15 پیکر حسن و جمال ﷺ
16 نور الھدیٰ ﷺ
17 عجب چیز ہے لذت آشنائی
18 شمس الضحیٰ ﷺ
19 صاحب الجود والکرم ﷺ
20 اسلام میں دل جوئی کا مقام
21 اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
22 کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
23 وسیلتنا فی الدارین ﷺ
24 جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
25 کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
26 وبالوالدین احسانا
27 آنچہ خوباں ہمہ ارند
28 اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
29 اسمائے محبوب ﷺ
30 عطائے محبوب ﷺ
31 تبسم محبوب ﷺ
32 آداب محبوب ﷺ
33 کلام محبوب ﷺ
34 اخلاق محبوب ﷺ
35 یاد محبوب ﷺ
36 محبوب کائنات ﷺ
37 گیسوئے محبوب ﷺ
38 در محبوب ﷺ
39 کمالات محبوب ﷺ
40 حیات محبوب ﷺ
41 صورت محبوب ﷺ
42 سیرت محبوب ﷺ
43 فرمان محبوب ﷺ
44 معجزات محبوب ﷺ
45 بزم محبوب ﷺ
46 محبت اور محبوب ﷺ
47 عکس حسن محبوب ﷺ
48 تعظیم و توقیر محبوب ﷺ
49 اوصاف محبوب ﷺ
50 ذکر محبوب ﷺ
51 آمد محبوب ﷺ
52 رفعت محبوب ﷺ
53 عشق صدیق رضی اللہ عنہ
54 عشق بلال رضی اللہ عنہ
55 عشق اویس رضی اللہ عنہ
56 عشق جامی رحمۃ اللہ علیہ
57 عشق رومی رحمۃ اللہ علیہ
58 میرا محبوب کتنا حسین ہے
59 صحابہ کا مقام عشق
60 افتئو منون ببعض الکتاب
61 علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب
62 بکھری زلفیں پریشان چہرہ
63 فان امنوا بمثل ما امنتم به

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ (وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)